آزادیٔ ذہن کا علمبردار

آزادیٔ ذہن کا علمبردار

جیفرسن

کتابوں سے
بڑا کوئی
معلم حیات
نہیں - اور
مطالعہ سے بہتر
کوئی
تفریح نہیں

آزادئ ذہن کا علمبردار

جیفرسن

مترجم

منموہن تلخ

انڈین اکیڈمی ۶ بی ریگل بلڈنگ۔ نئی دہلی

عنوان

بار اوّل　　　جولائی ۱۹۵۹ء

قیمت　　　ایک روپیہ

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

آزاد ذہن کا علمبردار۔ جیفرسن

کچھ مصنف کے بارے میں۔ جناب فلپ رسل جو ایک تجربہ کار سوانح نگار اور ایڈیٹر ہیں۔ جناب فلپ رسل شمالی کیرولینا میں راکنگھم کے مقام پر پیدا ہوئے تھے آپ شمالی کیرولینا کی یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں۔ آپ نیویارک، فلاڈلفیا اور لندن میں بھی رہے ہیں۔ لیکن آپ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ مقامی ریاست ہی میں گزرا ہے۔ ان دنوں آپ کا قیام چیپل ہل میں ہے۔ پچیس برسوں سے آپ شمالی کیرولینا کی یونیورسٹی کے شعبہ کے ممبر ہیں۔

آپ اس کے علاوہ ۹ اور کتابوں کے بھی مصنف ہیں۔ ان میں کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں۔ "بنجامن فرینکلین — پہلا مہذب امریکن"۔ "ایمرسن — امریکہ کا سمجھدار"۔ آپ نے ایک ناول بھی لکھا ہے اور ایک سفرنامہ بھی۔ علاوہ ازیں مختلف کہانیاں اور مضامین بھی لکھے ہیں۔ جیفرسن کی سوانح عمری لکھنے کے لئے آپ نے کئی برس تحقیق میں صرف کر دیئے۔

کچھ کتاب سے متعلق۔ اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ تھامس جیفرسن کی زندگی اور ان کے کام کے متعلق ایک مستند مجموعہ پیش کیا جائے جو ایک عام قاری کے لئے بھی مفید ہو اور ایک محقق کے لئے بھی۔ جو زیادہ سے زیادہ معلومات کا حامل ہو اور اسے مختصر سے وقت میں پڑھا جا سکے۔ اس کتاب میں جیفرسن کو قدیم اینگلو سیکشن آزادیوں کے چارٹر کے حامی کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے جو کہ اٹھارویں صدی کے آزاد خیال اور روشن دماغ انگریزی شرفا کے طریقۂ کار کی پیروی کرتا ہے۔ یہ وہ

زمانہ تھا جب تنگ نظری اور کٹرپن کی جگہ سائنس لے رہی تھی۔

اس کے علاوہ کتاب یہ بھی واضح کرتی ہے کہ جیفرسن نے اُس مخصوص امریکی نقطہ نظر کے فروغ کے لئے کس قدر محنت کی تھی جو ثقافتی سیاسی اور اقتصادی تصورات میں یورپ سے جداگانہ اور منفرد حیثیت رکھتا تھا۔ ملکی اُمور میں یہ کتاب اس حقیقت کو سامنے لاتی ہے کہ سب سے پہلے یہ احساس جیفرسن کو ہی ہوا تھا کہ امریکی جمہوریت کی بے پناہ قوت کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔ بجز اس کے کہ یورپ کے توسیعی اقدامات سی پی کو سرحد کی بجائے رسل و رسائل اور تجارت کا ذریعہ بنا دیں۔ بپایانِ کار یہ کتاب جیفرسن کے اس عقیدے کو اجاگر کرتی ہے کہ جس ریپبلک کے لئے وہ کوشاں رہا ہے وہ ایک جمہوریت بن کر رہے گی۔ اس جمہوریت کی نشو و نما نمائندہ حکومت اور تعلیمی پروگرام کے ذریعے ہوگی۔ جو عوام کو باخبر بھی رکھیں گے اور ان کو تربیت بھی دیں گے۔

تبصروں سے اقتباس۔

"فلپ رسل کی یہ کتاب اُس یکتا شخصیت کو بہت ہی خوشگوار طریقے سے متعارف کرتی ہے جس کو کتاب کے مصنف نے آزادیٔ ذہن کا علمبردار کہا ہے۔ کتاب میں جیفرسن کے ذاتی خد و خال کو بہت عمدہ طریقے پر نمایاں کیا گیا ہے اور مصنف کو جیفرسن کے جمہوری نقطہ نظر پر مکمل اعتقاد ہے۔"

آر۔ جے۔ گران۔ شکاگو سنڈے ٹریبون

۲۸ر اکتوبر ۱۹۵۶ء

"ڈاکٹر رسل نے فرینکلن اور ایمرسن کے نظریات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ آپ کو بڑی شاندار اور مرصّع نثر میں جامع مختصر اور معلومات افروز واقعات پیش کرنے میں ملکہ حاصل ہے۔ اپنے حسنِ ترتیب کی بدولت یہ مختصر کتاب تمام قارئین کے ذوقِ سلیم پر پوری اُترے گی۔

ہنیری مسا وربے۔ کرسچین سائنس مانیٹر۔ ۵ر نومبر ۱۹۵۶ء

پہلا باب

پیٹر جیفرسن کا شمار اُن چند ابتدائی مہم جو حضرات میں تھا جنھوں نے اٹھارویں صدی کے آغاز میں ورجینا کے ٹائیڈ واٹر علاقے کو خیرباد کہہ دیا۔ جیمز کے کنارے کنارے چلتے ہوئے پلیڈ ماؤنٹ کے پہاڑی علاقے میں ڈیرے ڈال دیئے تھے اور اس جگہ پر جیفرسن کئی ہزار ایکڑ زمین کا مالک تھا۔

جیفرسن نے اپنی بے شمار تحریروں میں اپنی ماں کا ذکر شاذو نادر ہی کیا ہے لیکن جیفرسن کو اینڈ رُوف کی ذہانت عطا کرنے کے لئے اس کی ماں نے بہت کچھ کیا ہوگا۔ مسٹر ولیم اینڈ ورف انگلستان کے علاقے وار وک شائر کے رہنے والے تھے اور انھوں نے ۱۶۶۵ء میں امریکہ میں ہجرت کی تھی۔ امریکہ میں جو ممتاز ارباب دانش یکے بعد دیگرے منظر عام پر آئے ان میں ولیم اینڈ ولف کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔

تھامس کا جنم ۱۳ اپریل ۱۷۴۳ء میں شاڈویل گاؤں میں اپنے باپ کے فارم پر ہوا تھا۔ سکولوں اور تعلیم میں جیفرسن کی عمر بھر جو دلچسپی رہی اس کا آغاز غالباً اس زمانے سے ہوا تھا جب پانچ برس کی عمر میں اُسے پہلی بار ٹاکہو دے قصبہ کے ایک سکول میں داخل کیا گیا تھا۔ جب تھامس نو برس کا ہوا تو اس کے باپ نے ۱۶ پونڈ سالانہ کے معاوضے پر سکاٹ لینڈ کے رہنے والے ایک سکول ماسٹر پادری ولیم پارسن ڈگلس کو اس کا معلم اور نگران مقرر کر دیا۔ تھامس میری دیتھر نام کا ایک اور لڑکا بھی اسی سکول میں تعلیم پا رہا تھا۔ تھامس میری دیتھر کا مکان جیفرسن کے پڑوس ہی میں تھا۔ تھامس میری دیتھر کو پادری پارسن کی ایک بات ہمیشہ یاد رہی تھی۔ اس نے کہا تھا۔

"ٹامی ——— تم بھی ٹامی جیفرسن کی طرح ہوشیار کیوں

نہیں ہو جاتے

پچاس برس کی عمر میں پیٹر جیفرسن وفات پا گئے۔ ان کا لڑکا تھامس اس وقت صرف ۱۴ برس کا تھا اور پادری جیمز مورے سے تعلیم پا رہا تھا۔ پادری جیمز مورے کی لائبریری غیر معمولی طور سے اچھی تھی اور انہیں طبیعی تاریخ میں بہت گہری دلچسپی تھی۔ نوجوان جیفرسن پر غالباً اسی بات کا بہت نمایاں اثر پڑا تھا۔ تھامس دو برس تک اس مستند استاد کے زیرِ تعلیم رہا اور انجام کار ورجینیا میں ولیم برگ پہ واقع کالج آف ولیم اینڈ میری میں داخل کر دیا گیا

جیفرسن اپنے تین معلموں کا ذکر بڑی مسرت سے کیا کرتا تھا۔ اُسے ڈاکٹر ولیم سمال، جارج وائتھ اور پیٹن اینڈ ولف سے گہری عقیدت تھی۔ جیفرسن کے بیان کے مطابق ان تینوں میں اُسے سب سے زیادہ عقیدت ڈاکٹر سمال سے تھی۔ اس نے اپنی سوانح حیات میں لکھا ہے:۔

"یہ میری خوش قسمتی تھی کہ سکاٹ لینڈ کے ڈاکٹر ولیم سمال اس وقت ریاضی کے پروفیسر تھے۔ پروفیسر صاحب نے سائنس کے قریب قریب سبھی علوم کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا تھا اور وہ وسیع القلب آزاد دل و دماغ کے مالک تھے۔"

تصور کیا جا سکتا ہے کہ جب سکاٹ لینڈ کے اس پروفیسر نے جیفرسن کو "سائنس کے ارتقا کے متعلق ابتدائی نظریات اور ہمارے ارد گرد کے ماحول کی ترتیب" پر پہلا لیکچر دیا ہو گا تو جیفرسن نے اُسے انتہائی توجہ سے سُنا ہو گا۔ جیفرسن اپنی تمام عمر حصولِ علم میں کوشاں رہا اور اُسے معلومات حاصل کرنے کا بہت ہی شوق تھا۔ اس لحاظ سے اُسے علم و فضل کا خزانہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر سمال نے نوجوان جیفرسن کو سائنس کی تعلیم کے علاوہ بھی بہت کچھ دیا اور اُس نے پروفیسر وائتھ کی زیرِ نگرانی جیفرسن کو قانون

۱؎ ماخوذ از تاریخ اور سوانح عمری کی ورجینا میگزین ——— ۵۴۴

کا طالب علم بننے میں بھی بہت مدد دی۔ اور ڈاکٹر سمال نے جیفرسن کو اپنے زمانے کے بہترین نفاست پسند اور خوش ذوق شخص لیفٹیننٹ گورنر فرانسس فاکیئر سے متعارف کر کے اپنی عنایات میں ایک اور اضافہ کر دیا۔ لیفٹیننٹ گورنر فرانسس فاکیئر ان دنوں ورجینا ہی میں رہتے تھے۔ اور ڈاکٹر سمال کی وساطت سے جیفرسن کا ان کے ہاں آنا جانا اور بحث مباحثوں میں شرکت کرنا شروع ہو گیا تھا۔ جیفرسن نے لکھا ہے: ..... میں نے اپنی تمام عمر میں جس قدر عقلمندی اور دانشوری کی باتیں، اور عاقلانہ اور فلسفیانہ گفتگو وہاں سنی تھی اور کہیں نہیں سنی۔"

ولیم برگ میں جیفرسن صرف ان مثالی بزرگوں ہی سے نہیں ملا بلکہ وہ وہاں اپنے ہم عمر اور ہم وطن طلباء سے بھی ملا۔ ان طلباء میں ٹائیڈ واٹر علاقے کے باغات کے مالک کے لڑکے بھی تھے جو زندگی بھر کے لئے جیفرسن کے دوست رہے تھے۔ ان لڑکوں میں ایک لڑکا جان پیج تھا جو بعد میں ورجینا کا گورنر بنا اور دوسرا جیفرسن کا قریبی دوست ڈیبنی کار تھا ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ولیم اینڈ میری کالج میں جیفرسن کے دوست ہر اعتبار سے کسی بھی زمانے اور کسی بھی اچھے سے اچھے کالج کے لڑکوں کی ہمسری کرتے تھے۔ ۱۷۶۲ء کے موسم بہار میں کالج میں دو برس گزارنے کے بعد جیفرسن نے ولیم اینڈ میری کالج چھوڑ دیا۔ لیکن اس کی اصل تعلیم تو اب شروع ہو رہی تھی۔

کالج چھوڑنے کے بعد جیفرسن قانون کے مشہور عالم جارج وائیڈ کے دفتر میں شامل ہو گیا۔ جیفرسن کو نقشے تیار کرنے اور تعمیر کا اس قدر شوق تھا کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ فن تعمیر کو زندگی بھر کا پیشہ بنا لیتا یا سائنس کا معلم بننا ہی پسند کرتا۔ اسے وکالت میں قطعاً دلچسپی نہ تھی۔ لیکن جیفرسن کی فطرت کا تقاضا تھا کہ وہ جس کام کو ہاتھ میں لے اس پر پورا پورا عبور حاصل کرے چنانچہ وہ جلد ہی انگریزی قانون کی کو

ڈائجیسٹ کے مطالعے میں محو ہو گیا

برطانوی قانون کا مطالعہ کرتے ہوئے جیفرسن کو یہ بات جان کر بے انتہا حیرت ہوئی تھی کہ بائبل بھی مملکت کے قانون کا ایک جزو تھی۔ بقول میتھیو ہیل ـــ "عیسائیت انگلستان کے قانون کا ایک حصہ ہے"۔ یہ سند اتنی بار دہرائی گئی تھی کہ اس زمانے میں اس مقولے پر حرف اٹھانے کا کسی کو خیال تک نہ آسکتا تھا۔ لیکن جیفرسن نے یہ سوال اٹھایا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ پورا گھروندا جعلسازی کی بنیاد پر کھڑا ہے۔ جیفرسن نے اس کو متبرک جعلسازی" کا نام دیا تھا کیونکہ شہنشاہ الفرڈ کے سیکسن قوانین کی نقل کرتے ہوئے انگلستان کے بوڑھے پادریوں نے کتاب خروج کے پانچ باب ہی شامل کر دئے تھے جیفرسن نے کہا تھا کہ یہ سب کچھ ـــ" انگلستان میں کلیسا اور حکومت کی ناتے داری" کی ایک مثال ہے۔ ہم یہیں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نوجوان جیفرسن اس سلسلے میں اپنا ارادہ پختہ کر رہا تھا کہ اگر موقع ملا تو وہ ورجینا میں حکومت اور کلیسا کے ربط کو منقطع کر دے گا۔

یہ جیفرسن کے ایام جوانی تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ انیس یا بیس سال کے اس نوجوان نے یہ زمانہ ہنسی خوشی بسر کیا۔ ٹائیڈ واٹر علاقے کے کچھ بڑے بڑے آرام پسند امرا گھرانوں سے جیفرسن کی رشتہ داری بھی تھی اور اس کی ایک دستک پر سینکڑوں دروازے کھل جاتے تھے۔ اس کی حساب کتاب کی کاپی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیفرسن بارہا تھیٹر دیکھنے جایا کرتا تھا۔ گھوڑ دوڑ میں بھی جاتا تھا۔ شکار، تاش اور شطرنج وغیرہ بھی کھیلا کرتا تھا۔

جیفرسن کی ملاقات پیٹرک ہنری نام کے ایک نوجوان اور اجڈ دیہاتی سوداگر سے ہوئی جو تھا تو سمجھدار لیکن اس کے طور طریقے انتہائی دہقانی اور غیر مہذب تھے اور اسے گندے اور بے ہودہ لطیفے سنانے کا بہت شوق تھا۔ لیکن اس گنوار دکان دار کی بے ڈھنگی زندگی میں ایک جذبہ اور ایک ولولہ کارفرما تھا۔ جیفرسن نے ہنری کو دیکھا

تو اُس کی طرف کھنچ گیا۔ لیکن وہ ہر لحاظ سے جیفرسن کی ضد تھا۔ بات کرنے میں ہنری کو وہ ملکہ حاصل تھا کہ وہ سننے والے کو ایک منٹ کے اندر ہی اپنی باتوں میں محو کر لیتا تھا۔ جیفرسن نے ایک بار اُس کے بارے میں لکھا تھا ــــ "اس کی گفتگو میں ہومر کی تحریر کا سا اثر تھا۔"

یہ سارے معرکے نوجوان جیفرسن کی تعلیم کا ایک حصہ تھے۔ ان معرکوں نے جیفرسن کے اندر ایک خود اعتمادی اور اطمینان کا جذبہ اُبھار اتھا۔ اس خود اعتمادی اور اطمینان نے جیفرسن کی شخصیت کو اس قدر نکھار اتھا کہ جب وہ فرانس میں سفیر مقرر کیا گیا تو وہاں کی چالاک اور طرار عورتوں اور بگڑے ہوئے امراء نے بھی اسے اپنے برابر کا درجہ دیا اور اسے ایک ہمسر دوست کی حیثیت سے قبول کیا۔

جیفرسن ابھی ایام جوانی ہی میں تھا تو اس نے اپنے ذاتی واقعات کو صفحۂ قرطاس پر اُتارنا شروع کر دیا تھا۔ ان تحریروں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس کو تفصیلات میں جانے کا کس قدر شوق تھا۔ جیفرسن ہمیشہ ہر بات کو جانچتا پرکھتا تھا اور اپنے ایک ایک لمحے کا حساب رکھتا تھا۔ سادے کاغذوں کی بے شمار کتابوں میں سے جو پہلی کتاب جیفرسن کی میز کی زینت بنی اس کا نام "گارڈن بک"[۱] تھا۔ اس کتاب میں وہ پورے اٹھاون برس تک اپنی زندگی کے واقعات اور حالات درج کرتا رہا۔

جیفرسن کی سب سے بڑی بہن ۲۵ برس کی عمر میں ہی وفات پا گئی۔ اُس وقت جیفرسن ۲۲ برس کا تھا۔ جیفرسن نے اس کی وفات سے متعلق اپنے نازک ترین جذبات کا اظہار اس طرح کیا تھا۔

"آہ جین۔ تو سب سے اچھی لڑکی تھی۔ آہ ظالم موت نے تجھے عالم شباب ہی میں ختم کر دیا خدا کرے کہ تجھ پہ مزار کا بھی بوجھ نہ پڑے میرا دردِ اشتیاق تجھے خدا حافظ کہتا ہے۔"

---

[۱] گارڈن بک۔ یونیورسٹی آف ورجینا کے بکر اسکول آف بایولوجی کے پروفیسر ایڈون مورس بیٹس نے اس کتاب کو حاشیوں کے ساتھ شائع کیا ہے۔

بڑھاپے کے دنوں میں جیفرسن اپنے پوتوں کو اپنی اس سب سے اچھی بہن کے بارے میں قصے کہانیاں سنایا کرتا تھا۔ غالباً جیفرسن کی اسی بہن نے بچپن ہی سے جیفرسن کے دل میں موسیقی کا ذوق پیدا کیا تھا۔ دونوں بھائی بہن اکثر دبیشتر اکٹھے ہی وائلن بجایا کرتے تھے۔

اس برس یعنی ۱۷۶۵ء میں جیفرسن کی دوسری بہن مارتھا نے ڈیبنی کر سے شادی کی تھی۔ ڈیبنی کر کو جیفرسن دل وجان سے چاہتا تھا۔ جیفرسن کے گاؤں شاڈویل سے دو میل پرے ایک چھوٹا سا پہاڑ تھا جسے بعد ازاں جیفرسن نے مانٹی سیلو کا نام دیا تھا۔ وہ خوبصورتی سے لدے ہوئے اس چھوٹے سے پہاڑ کی چوٹی پر یہ دونوں دوست اکثر دبیشتر سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ وہیں ان دونوں کے درمیان وہ عہد وپیمان ہوا تھا جو کہ دو ہم فکر اور بلند خیال نوجوان دوستوں میں آگے چل کر پائندہ تر باہمی ربط کی شکل اختیار کرتا ہے۔ وعدہ یہ تھا کہ دونوں میں سے جس کی وفات پہلے ہو جائے دوسرا دوست اُس کو اسی جگہ دفنائے۔ آج ڈیبنی کر کا اسی جگہ پر مزار ہے اور اس سے کچھ فاصلے پر ہی جیفرسن کا مزار ہے۔

چوبیس برس کی عمر میں ہی یعنی ۱۷۶۷ء میں جیفرسن نے وکالت شروع کر دی تھی۔ اور بہت جلد ہی وثیقہ نگار کی حیثیت سے شہرت پائی تھی لیکن کچہری میں کھڑے ہو کے مقدمات کی پیروی میں جو ہنگامے اور طوفان پیدا ہوتے تھے جیفرسن ان کا مقابلہ نہ کر پاتا تھا۔ کیونکہ وکیل کو کچہری میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے زوردار مقرر ہونا بہت لازم ہے اور جیفرسن میں اسی چیز کی کمی تھی۔ اپنی اس طویل عمر میں وہ شاذ ونادر ہی کبھی پبلک جلسے میں بولا ہوگا۔ جیفرسن نے مزاج ہی ایسا پایا تھا جو اسے بعض اوقات مکمل طور پر خاموش اور خلوت نشین بنا دیتا تھا۔

غالباً ۱۷۶۴ء اور ۱۷۷۲ء کے درمیان انہی برسوں میں یہ حیرت انگیز تغیر ظہور پذیر ہوا تھا کہ جیفرسن کے اندر ایک نئی پختگی اور خود اعتمادی پیدا ہونا شروع ہو گئی۔ وہ رنگین طبع، عاشق مزاج اور چنچل جیفرسن بالکل ہی بدل گیا تھا۔ اُس جیفرسن کی جگہ

اب ایک پختہ مزاج وکیل نے لے لی تھی جو تاریخ کا ماہر تھا اور حکومت اور سماج پر تنقید میں طاق۔ جہاں پہلے جیفرسن ایک ناپختہ نوجوان ہوا کرتا تھا جو کہ مخصوص اونچے طبقہ کے انگریز کی طرح یورپ کے دورے کے خواب دیکھا کرتا تھا وہاں اب وہ ایک ایسا جویائے حق تھا جو تہذیبوں کی غرض وغایت معلوم کرنے کا متمنی ہو۔

جیفرسن میں یہ تبدیلی کیوں آئی اس کے بارے میں ہمیں کچھ خاص علم نہیں ہے۔ اُس کی زندگی کا ایک مخصوص حصہ تو ہم پہ صاف روشن ہے کہ وہ ایک صاف دل اور نیک طینت انسان تھا اور اس نے اپنی زندگی کے باقی پہلوؤں پر اتنے کڑے پردے ڈال رکھے تھے جیسے لوہے کی چہار دیواری کھڑی کردی ہو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ سنہ ۱۷۷۰ء میں شاڈویل پہ اس کی ماں کا گھر آگ کی نذر ہو گیا تھا۔ جیفرسن نے جان پیج کو بتایا تھا کہ اس حادثے میں "میری زندگی سے متعلق تمام تر سرمایہ ختم ہوگیا ہے۔ قریب قریب سبھی کتابیں راکھ کا ڈھیر ہوگئی ہیں۔"

اس کے بعد جیفرسن نے مانٹی سیلو میں اپنا گھر بدل لیا۔ اور اپنی باقی سرگرم زندگی اس نے اپنے گھر اور اس سے متعلقہ عمارتوں اور زمینوں کی دیکھ بھال میں صرف کردی۔ اُس کی جو کتابیں جل گئی تھیں۔ اُن کی جگہ اُس نے جلد ہی نئی کتابیں لے لیں اور یہ سب کچھ اتنی جلدی کیا کہ ۴ر اگست سنہ ۱۷۷۳ء کو اُس نے یہ بیان دیا تھا کہ اس کی نئی لائبریری میں ۱۲۴۴ کتابیں ہیں۔ ان میں سے بہت سی کتابوں کے نام یا اُن کے مصنفین کے نام تو معلوم ہیں لیکن اگر حال ہی میں اس **کامن پلیس بُک** نہ ملتی تو ہمیں یہ نہ پتہ چلتا کہ نوجوان جیفرسن کے دل و دماغ کو کن کن مخصوص کتابوں نے متاثر کیا تھا۔ اس کتاب کی دوبارہ اشاعت سے ہی ہم جیفرسن کے نمایاں سیاسی اور سماجی اصولوں کی خصوصیت کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرسکے ہیں۔ یہ **کامن پلیس بُک** اس بات کا ثبوت مہیا کرتی ہے کہ انسانی سماج سے متعلق جیفرسن کے نظریات میں بچپن سے لے کر بڑھاپے

تک ایک قابل تعریف تسلسل رہا ہے۔

جب جیفرسن قومی شہرت اور اہمیت اختیار کرچکا تھا تو اس کے دشمنوں نے اکثر و بیشتر اُس پر سخت سے سخت الزامات لگائے تھے کہ جن دنوں وہ فرانس میں تھا اُس پر فرانسیسی نظریۂ انقلاب اور تخریب کا غیر معمولی اثر پڑا۔ لیکن جیفرسن کی کتاب کامن پلیس بک اس بات کا کافی ثبوت دیتی ہے کہ حکومت اور دیگر سیاسی نظام کے مطالعے کے دوران میں اُس نے فرانسیسی نہیں بلکہ انگریزی قانون کا گہرا مطالعہ کیا تھا نیز یہ کہ امریکی قانون اور دستور کی اصلیت کو جاننے کے لئے اُس نے اینگلی اور سیکسنی قوموں تک کی تاریخ چھان ڈالی تھی جو کہ برطانیہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔

جیفرسن کو انگریز سیاسی مصنفین کی کتابوں سے اس حقیقت کا یقین ہو گیا تھا کہ انسان کی آزادی کو ضعف اس وقت پہنچا جب غیر تحریر شدہ قانون نے تحریری قانون کی صورت اختیار کی۔ غیر تحریر شدہ قانون ایک طرف تو روایات سے پیدا ہوئے تھے اور دوسری جانب عوام کے قدرتی حقوق سے۔ انھوں نے انسان کو اس بات کی آزادی دے رکھی تھی کہ وہ آزادانہ طور پر زندگی بسر کریں اور انھیں کام کرنے اور اپنی ضرورت کے مطابق ادارے قائم کرنے کی پوری آزادی ہو۔

قدرتی حقوق .... انسانی فطرت کے حقوق ..... انسان کے حقوق۔

جیفرسن انہی جملوں کو دہرایا کرتا تھا اور انہیں پر زور دیا کرتا تھا۔ اُس نے آزادی کے برطانوی تصور کے بارے میں بلیک سٹن کی آرا کا مطالعہ کیا تھا اور مضمون نگار کے خیالات کو ان مختصر اور جامع الفاظ میں قلمبند کر دیا تھا کہ ——

"برطانوی آزادیاں صرف شہنشاہ کی مراعات کو غصب کرنے کے مترادف نہیں جو کہ ہمارے شہزادوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر ان سے چھین لی گئی ہوں بلکہ یہ اُس قدیم

آئین کی بحالی کرتی ہیں جس سے نارمن قانون سازوں نے ہمارے آباؤ اجداد کو دھوکے سے محروم کر دیا تھا۔

جیفرسن کی کامن پلیس بک میں ایسی کوئی بات نہیں جو اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہو کہ اُس وقت جیفرسن اپنے شہنشاہ کے خلاف بغاوت کرنے کے عالم میں تھا۔ وہ تو محض ایک نوآبادکار نوجوان وکیل تھا جو اصول اور ان کی نظیریں جمع کر رہا تھا۔ ضابطے رواج اور قانونی آرا کے متعلق جو معلومات اُس نے اس طرح حاصل کیں انھیں انقلابی ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ یہ قانون محض اٹھارویں صدی کے آخری عہد کے افکار کی غمازی کرتے تھے لیکن ان وقت طلب تحریروں نے نوجوان جیفرسن کو آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار کر دیا۔

اب بھی ہم جیفرسن کے بارے میں بہت سی باتیں نہیں جانتے۔ ایک سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس بیوہ عورت سے اس نے شادی کی تھی اُس سے جیفرسن کی ملاقات کیسے ہوئی اور جیفرسن اُسے حاصل کرنے میں کس طرح کامیاب ہوا۔ کچھ کہا گیا کو چھوڑ کر ہمیں صرف یہی معلوم ہے کہ ۱۷۷۱ء کے اختتام پر جیفرسن نے چارلس سٹی علاقے کی کچہری میں باتھرسٹ سکیلٹن کی بیوہ مارتھا ویلز سکیلٹن سے شادی کرنے کے لئے لائسنس مانگنے کی درخواست دی تھی۔ مارتھا کے متعلق بھی اس کے علاوہ اور کچھ معلوم نہیں ہے کہ ایک ملاقاتی نے اُسے انتہائی "شیریں طبع" پایا تھا۔ نیز یہ کہ بہت سے لوگ مارتھا کے پیچھے "چکر" کاٹتے تھے اور ان میں سے دو حضرات ایک شام کو اس کے دروازے پر ایک اجنبی سے ملے تھے۔ جب ان دونوں حضرات نے ایک کھڑکی سے دیکھا کہ مارتھا ایک ساز بجا رہی تھی اور قد آور جیفرسن اُس کے ساتھ وائلن بجا رہا تھا تو وہ دونوں چپ چاپ وہاں سے کھسک لئے۔

شادی کے مقام تک پہونچنے کا راستہ اور سفر بہت تکلیف دہ تھا جنوری ۱۷۷۲ء

کا موسم سرما تھا اور ان دونوں کو مانٹی سیلو سے کوئی سو میل سے بھی پرے اینٹوں کی بنی ہوئی ایک کمرے پر مشتمل ٹھنڈی اور غیر آباد جھونپڑی میں جانا تھا۔ خوش قسمتی سے ان دونوں کو وہاں شراب کی ایک بوتل مل گئی تھی اور انھوں نے اسی سے جام شادی نوش کیا تھا۔ ایک یہ شراب کی بوتل تھی۔ نوجوانی تھی اور امید تھی۔ یہ تین عناصر ہی اس سردی میں ان دونوں کی گرمجوشی کا باعث بنے تھے اور یہ اسی سے مسرور ہو گئے۔

اپنے باپ کی موت کے بعد جیفرسن کی بیوی کو ورثے میں ایک سو پینتیس غلام اور چالیس ایکڑ زمین ملی تھی اور جائیداد میں جنگلات اور بیڈفورڈ قصبے کی وہ خوبصورت زمین بھی شامل تھی جسے بعد میں جیفرسن نے گرمیوں کی دل پسند جائے سکون بنا لیا تھا۔ اب جیفرسن شاہانہ جاگیر کا مالک تھا۔ ایک اقبال مند وکیل، زمین، غلاموں اور ایک وفادار بیوی کا مالک ہونے کے علاوہ جیفرسن ورجینا اسمبلی کا ممبر بھی تھا۔ وہ البیمارے قصبے کے محکمہ پیمائش میں افسر بھی تھا اور اسی قصبے کا شاہی لیفٹننٹ اور فوج کا سردار بھی۔

اس سازوسامان کو دیکھ کر بآسانی کہا جا سکتا تھا کہ اس سے پہلے یہ پائیدار خوشحالی کسی بھی نوجوان برطانوی نوآبادکار کو نصیب نہیں ہوئی۔

دُوسرا باب

جیفرسن انقلاب کی راہ پر

جیفرسن کی شادی کو چھ مہینے ہو چکے تھے اور وہ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کھیتی باڑی، کتابوں اور گھر بار کی دیکھ بھال کے محبوب ترین مشاغل میں مصروف تھا کہ اچانک ورجنا میں یہ خبر پہونچی کہ انگریزی سرکار کے مسلح سمندری جہاز کیپی کو ماچوسٹیس دریا میں جلا دیا گیا ہے اور نیز یہ کہ حکومت نے حکم لاگو کر دیا ہے کہ اس حادثے کے سلسلے میں جن لوگوں کو ملزم ٹھہرایا گیا ہے۔ اُن کے خلاف غدّاری کا مقدمہ چلانے کے لئے انھیں انگلستان لے جایا جائے گا۔ ورجنا میں جارج سوئم کی وفادار رعایا اس بارے میں کافی پریشان تھی کہ اب کیا کیا جائے۔ لیکن جیفرسن نے کسی قسم کی کوئی پریشانی یا ہچکچاہٹ نہ دکھائی کیونکہ تاریخی اور قانونی مطالعے نے اُس کے شعور کو پہلے ہی پختہ بنا دیا تھا اور اُس نے اُن چند ہمعصر نوجوان رئیسوں کے گروہ میں شامل ہونے میں ذرا دیر بھی نہ کی جو کہ "صورت حال" پر سرکار کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنا چاہتے تھے۔ اس گروہ میں لی کنبے کے افراد بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ رچرڈ ہینری، فرانسیس لائٹ فٹ، جیفرسن کے بہنوئی ڈینی کر اور پیٹرک ہینری بھی شریک تھے۔

جیفرسن اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہو چکا تھا کہ انگلستان کے خلاف ذہنی بغاوت کی باگ ڈور اب جری تر زمین مالکوں ہنری جیسے عام کسانوں کے ہاتھوں میں جا رہی ہے۔

ان متفکر نوجوان امرا کی کانفرنس ریلیے ٹورن میں منعقد کی گئی۔ جیفرسن نے اپنی سوانح حیات میں لکھا ہے۔ "ہم سب اس حقیقت سے بخوبی آشنا تھے کہ ہم کچھ بھی فیصلہ کریں لیکن سب سے ضروری قدم یہی ہے کہ باقی تمام نوآبادیوں کے ساتھ مکمل سمجھوتہ اور

اتفاق ہو ۱۷۷۴ء میں بوسٹن کی بندرگاہ کے بند ہونے کی اطلاع آئی۔ باقی نوجوان رئیس فوراً اس بات پر متفق ہو گئے کہ "اب وہ بھی بے خوف ہو کر ماچوسٹیس کے شانہ بشانہ چلیں گے۔"

امریکی عوام کی ایک اچھی خاصی تعداد انگلستان سے علیحدگی کے امکانات کی تجویز کو کافی دہشتناک تصور کرتی تھی۔ عوام کو بیدار کرنے کی غرض سے اور اُن کے جذبات کو ایک کرنے کے مقصد سے خود جیفرسن کے بقول اُس نے اور اس کے دوستوں نے "ایک ریزولیوشن تیار کیا" جس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جس دن بوسٹن کی بندرگاہ کو سرکاری طور پر بند کیا جائے گا اُس روز عوام فاقہ رکھیں اور عبادت کریں۔ جیفرسن نے لکھا ہے کہ اس تجویز میں بجلی کا سا اثر تھا اور اس نے "ہر شخص کو بیدار کر دیا"۔

البیمارے کے بری الاخراج زمینداروں نے ایک میٹنگ میں ولیم برگ پہ ہونے والی کنونیشن کے لئے اپنے دو نمائندوں میں سے ایک نمائندہ جیفرسن کو بھی منتخب کیا۔ اِن زمینداروں کے جلسے میں جو ریزولیوشن منظور کئے گئے تھے اُن پر جیفرسن کے نظریات اور خیالات کی گہری چھاپ تھی۔ خاص کر یہ اعلان جیفرسن کے نظریے کی ہو بہو عکاسی کرتا تھا کہ اُن کے اپنے آئین کے علاوہ اور کوئی بھی آئین سبھی مختلف ریاستوں کے باشندوں پر "جائز طور سے لاگو نہیں کیا جا سکتا۔

اور اس نظریے۔ نے کہ اُس وقت جارج سوئم اور پارلیمنٹ کی مخالفت میں امریکی آبادکاروں کا رویہ قدیم برطانوی روایات حریت کی پیروی ہے نہ صرف امریکہ بلکہ خود برطانیہ میں بھی گہرا اثر ڈالا تھا۔

جب پہلی اگست کو ولیم برگ میں کنونیشن کا اجلاس شروع ہوا تو جیفرسن نے پہلے سے ہی کئی ریزولیوشن تیار کر رکھے تھے۔ آخر کار یہ تمام ریزولیوشن ایک کتابچے کی شکل میں شائع کر دیئے گئے۔ اور اس کتابچہ کا عنوان تھا "برطانوی امریکہ کے حقوق کے

نظریات کا خلاصہ"۔ یہ کتاب اعلان آزادی کا ابتدائی مسودہ تھی۔ اس میں چونکا دینے والی تجاویز تھیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:-

١۔ ہز میجسٹی کی حیثیت عوام کے افسر خصوصی سے زیادہ نہیں۔

٢۔ برطانوی پارلیمنٹ کو ہم پر حکم چلانے کا کوئی اختیار نہیں ہے

٣۔ جس خدا نے ہمیں زندگی عطا کی تھی اُس کے ساتھ ہی اُس نے ہمیں آزادی بھی عطا کردی تھی۔

٢٠ مارچ ١٧٧٥ء کو جو دوسری ورجینا کنونشن رچمونڈ میں ہوئی تھی جیفرسن اس میں بھی ایک ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے شامل تھا۔ یہ واقعہ یہیں ہوا تھا کہ پیٹرک ہنیری شہنشاہ کی خدمت میں بار بار مودبانہ گزارشیں کرنے سے تنگ آکر جوش کے عالم میں کہہ اُٹھا: "اب ہمارے لیے صرف دو راستے ہیں ہتھیاروں سے فیصلہ یا اپنے میزبانوں کے خدا کے حضور دعا۔" اور پھر لیگسنگٹن کی جنگ کی خبر آگئی۔ اور سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ پیٹرک ہنیری یہ کہنے میں حق بجانب تھا کہ "ہمیں ضرور لڑنا ہوگا"۔ اس کے بعد موجودہ نظم و نسق کے باقیماندہ حامی بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور امریکہ کو انگلستان سے وابستہ رکھنے والے بہت سے نسلی ناتے ٹوٹ گئے۔ ویلیم برگ سے جیفرسن اب فلیڈلفیا کے لئے روانہ ہو گیا جہاں پہلی کانٹی نینٹل کانگریس کا اجلاس منعقد ہونا تھا۔

اس وقت جیفرسن کی عمر ٣٢ برس کی تھی۔ اب اُس کے شعور میں پختگی تھی۔ اب وہ مکمل سیاسی سوجھ بوجھ کا مالک تھا اور اس وسیع النظری اور پیش بینی کی نعمت سے مالا مال تھا جو بعد میں کئی بار اس کے کام آئی۔ لیکن اس سنگلاخ اور غیر مہذب علاقے کے سفر کے دوران جیفرسن کو اس کا گمان مشکل ہی سے ہوا ہوگا کہ قسمت نے اُسے اس تاریخی کام کے لیے جو اُسے فلاڈلفیا میں انجام دینا ہے منتخب کر لیا اور اس کام کی انجام دہی کے مواقع بھی اُسے مہیا کر دیے ہیں۔

جان ایڈیمز نے جو کبھی تو جیفرسن کا دوست اور کبھی شدید مخالف تھا۔ فلیڈیلفیا میں جیفرسن کے متعلق لکھا تھا

"مسٹر جیفرسن نے جون ۱۷۷۵ء میں کانگریس میں شمولیت کی وہ اپنے ساتھ ادب، سائنس اور نظم گوئی کی خوش گوار صلاحیت کی شہرت بھی لائے تھے۔"

جب جارج سوئم کے وزیر لارڈ نارتھ نے ایک پیشکش کی جس کا نام "سمجھوتے کی تجاویز" رکھا گیا تھا تو اس پر غور و فکر کرنے کے لئے جیفرسن کو منتخب کیا گیا اور اس کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ ایک رپورٹ تیار کرے۔ یہ رپورٹ دراصل برطانوی الٹی میٹم کے جواب میں امریکی الٹی میٹم تھا۔ ۳۱ جولائی ۱۷۷۵ء میں کانگرس نے یہ رپورٹ منظور کر دی اور اس کے ساتھ ہی کانگریس کے اجلاس کو ملتوی کر دیا گیا۔

۱۷۷۵ء میں موسم گرما کے آخری دن جیفرسن نے اپنی حاملہ اور بیمار بیوی کے ساتھ مانٹی سیلو میں گزارے۔ حالانکہ ۵ ستمبر ۱۷۷۵ء کو فلیڈیلفیا میں کانگرس کا اجلاس پھر شروع ہو چکا تھا لیکن جیفرسن اپنی ننھی سی بچی جین کی وفات کی وجہ سے اور اپنی بیوی کی علالت کے باعث اس اجلاس میں کچھ دیر تک شرکت نہ کر سکا تھا۔ جیفرسن کو ایک ایسے وقت میں سیاسی زندگی سے علیحدہ رہنا پڑا جب اس کے قلم اور اس کے مشورے کی شدید ترین ضرورت تھی۔ اس کا بنیادی باعث اس کی بیوی کی نقاہت ہی تھی۔

وہ ۲۵ تاریخ تک فلیڈیلفیا نہ پہنچ سکا اور جب آیا بھی تو ۲۸ دسمبر تک ہی شرکت کر سکا۔ اس کے بعد ۱۳ مئی ۱۷۷۶ء تک جیفرسن کانگرس کے اجلاس میں شامل نہ ہو سکا اس وقت تک شمالی کیرولینا نے ۱۲ اپریل کو اپنے نمائندوں کو یہ اختیارات دے دیئے تھے کہ دوسرے نمائندوں کے ساتھ متفق الرائے ہو کر "آزادی کا اعلان کر دیں۔ اور ادھر برطانوی حکومت بھی اس بغاوت کو کچلنے کے مصمم ارادوں کا اعلان کر چکی تھی۔ برطانوی حکومت کی تین کارروائیوں نے امریکی رعایا کو خاص طور پر مشتعل کر دیا تھا۔ پہلی بات تو برطانوی

حکومت نے یہ کی تھی کہ امریکی ملاحوں کو برطانوی بیڑے میں زبردستی بھرتی کرنا شروع کر دیا تھا دوسری غلطی یہ کی تھی کہ امریکہ میں جنگ لڑنے کے لیے جرمن فوجیوں کو بھرتی کر لیا تھا۔ تیسرے یہ کہ نارفوک، ورجنا اور نالموتومین کو جلا دیا تھا۔

اور پھر ٹھیک وقت پر تھامس پین کی پروپیگنڈہ کتاب "عقل سلیم" شائع ہو گئی اور برطانیہ سے مکمل علیحدگی کی تحریک پوری شدت اختیار کرنے لگی۔ ۱۱ر جون ۱۷۷۶ء میں کانگرس نے مناسب سمجھا کہ آزادی کا اعلان نامہ تیار کرنے کے لیے پانچ آدمیوں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی جائے۔ جیفرسن کو اس کمیٹی کا صدر مقرر کیا گیا۔ اس کمیٹی کے دوسرے ممبران کے نام حسب ذیل ہیں۔ سالوسیٹس کے جان اڈیمز، پنسل وائینا کے بنجامن فرینکلن، کنکٹی کٹ کے جج راگر شرمن اور نیو یارک کے رابرٹ آر لیونگٹسن

اور جب سب نے تسلیم کر لیا کہ ان پانچ آدمیوں کی کمیٹی میں جیفرسن سے زیادہ اچھا اور قابل لکھنے والا اور کوئی نہیں ہے تو رپورٹ لکھنے کا کام بھی اس کے ذمہ سونپ دیا گیا۔ آزادی کا اعلان نامہ مکمل کرنے میں جیفرسن کو ٹھیک ۱۸ روز لگے تھے اس نے خاص خاص پہلوؤں پر اپنے ساتھیوں کی رائے لی اور فرینکلن اور اڈیمز نے جو اصلاحات اور بین السطور میں تبدیلیاں تجویز کی تھیں جیفرسن نے بڑی خندہ پیشانی اور رضامندی سے انھیں قبول کر لیا۔

اس اعلان نامے کے متعلق جیفرسن کا یہ بیان قابل ذکر ہے کہ یہ اعلان نامہ تمہاری آزادی کا ایک عظیم باب ہے۔" چند برس کے بعد جب کچھ نکتہ چینوں نے یہ الزام لگایا کہ اس اعلان نامے میں نئے نظریات یا خیالات چنداں پیش نہیں کیے گئے، تو جیفرسن نے اپنی موت سے ایک برس پہلے ان کا جواب ان الفاظ میں دیا تھا کہ اس کا مقصد ہی یہی تھا کہ "نئے اصولوں یا نئے دلائل کو نہ ڈھونڈا جائے ـــــ بلکہ انسانی نسل کے سامنے اس مضمون کا عام فہم مدعا پیش کیا جائے اور اتنے صاف

صاف اور واضح الفاظ میں پیش کیا جائے کہ ہمیں عوام کی منظوری حاصل ہو جائے۔ اس اعلان نامے کو امریکی قوم کے طرز فکر کا مظہر اور آئینہ دار بنانا ہی مقصود تھا۔"

اس اعلان نامے کی یہی وہ تمہید ہے جس نے تمام انسانی نسلوں کو از حد متاثر کیا ہے۔ اور خاصکر اس کا یہ دعویٰ کہ "تمام انسان مساوی اور ہم رُتبہ تخلیق کئے گئے ہیں" انسانی فکر کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ امریکہ کے سیاسی ادب میں جس قدر بحث اس مقولے پر ہوئی ہے کسی اور مقولے پر نہیں ہوئی اور جیفرسن کو اس عقیدے پر مکمل اعتقاد تھا کہ ایک معاہدے کے مشترک کرداروں کی طرح تمام انسان یکساں ہیں۔ اسکا یہ عقیدہ اس کی دوسری تحریروں سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ تمام انسان قابلیت، صلاحیت یا جسم کے اعتبار سے یکساں تخلیق کئے گئے ہیں بلکہ اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ تمام انسان قانون اور قدرت کی نظر میں ہم رُتبہ ہیں۔

اس اعلان نامے کا دوسرا زبردست دعویٰ یہ تھا کہ "انسانی سماج میں حکومتیں ان حقوق کے حصول کے لئے ہی قائم کی جاتی ہیں اور یہ حکومتیں اپنے جائز اختیار اپنی رعایا کی رضامندی سے ہی حاصل کرتی ہیں۔ اس دعوے اور مندرجہ بالا کچھ مزید دعووں کا جان لاک کے اس مقولے کے ساتھ موازنہ کیا جاسکتا ہے کہ ــــ "انسان چونکہ ــــ فطرتاً آزاد، برابر اور خود مختار ہے لہٰذا کسی بھی شخص کو اُس کی رضا کے خلاف کسی دوسرے شخص کی سیاسی طاقت تلے دبایا نہیں جاسکتا۔"

آزادی کے اعلان نامے کی تمہید میں تیسرا عظیم دعویٰ اس بیان میں نظر آتا ہے کہ ــــ "جب کبھی کوئی حکومت ان مقاصد یعنی (زندگی، آزادی اور خوشی کی جستجو) کے حق میں تباہ کن صورت اختیار کرلیتی ہے تو عوام کو یہ پورا پورا اختیار اور حق

لہ ملاحظہ ہو بیکر کی کتاب "آزادی کا اعلان نامہ" ۔ سیاسی خیالات کی تاریخ کا مطالعہ ۔ نیویارک ۱۹۲۲ء

حاصل ہے کہ اس حکومت کو بدل دیں یا ختم کردیں اور اس کی جگہ نئی حکومت قائم کرلیں۔"

جیفرسن نے یہ نتائج صرف تاریخ کے مطالعے اور خاص کر ستنائین اور سر والٹر ریلے کے مطالبات ہی سے اخذ نہیں کئے تھے بلکہ اُس نے اپنے اس پختہ اعتقاد پہ عمل کیا تھا کہ تمام لوگوں کو آزادی اور خود مختاری کا مکمل حق ہے۔

تین روز تک اس اعلان نامے کے مخالف اس کے خلاف دلائل پیش کرتے رہے اور اس میں تصیح کئے جانے کے لئے واویلا مچاتے رہے۔ آخر کار ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کی شام کو جب کہ ڈنک مارنے والی مکھیاں بغیر پردوں والی کھڑکیوں سے اندر آرہی تھیں اور نمائندگان کی ٹانگوں کو کاٹ رہی تھیں۔ اصلاح شدہ اعلان نامۂ آزادی منظور کرلیا گیا اور اس پہ دستخط کر دیئے گئے۔

آزادی کا یہ اعلان نامہ نو آباد امریکہ کو پرانی دنیا کے جاگیردارانہ نظام سے آزاد کرانے کا صرف پہلا ہی قدم تھا شہنشاہی اور جاگیردارانہ اداروں سے امریکہ کو نجات دلانے کا کام ابھی باقی تھا ورجینا میں یہ کام خاص طور پہ ضروری تھا جہاں کہ انگریزی قانون اور دستور کو بغیر کسی خاص تبدیلی کے ویسے کا ویسا ہی لاگو کردیا گیا تھا۔ انجام کار ۲ ستمبر ۱۷۷۶ء کو جیفرسن نے کانگرس سے استعفیٰ دے دیا اور ورجنا کی آئینی اسمبلی میں اپنی کرسی دوبارہ سنبھال لی۔

ذاتی اور سماجی حقوق کا سوال ابھی تک جیفرسن کے دل و دماغ پہ چھایا ہوا تھا لیکن جیفرسن اس سلسلے میں تھامس پین کا مرہونِ منت تھا جس نے ان دونوں حقوق کا واضح فرق اُسے سمجھا دیا تھا۔ تھامس پین نے ذاتی یا قدرتی حقوق کی وضاحت اور شرح یوں کی تھی کہ یہ حقوق وہ ہیں جن کے تحت ایک فرد کسی بھی قسم کی بیرونی مدد کے بغیر مکمل طور پہ عمل کرسکتا ہے۔ مثلاً سوچنے کا حق، اظہارِ خیال کا حق، رائے کی تشکیل اور اس کے اظہار کا حق" لیکن سول یا سماجی حقوق یا "باہمی ربط کے حق" کو اس نے ان الفاظ میں واضح کیا تھا کہ ان

حقوق کو انسان مکمل اور صحیح طور پر بذات خود حاصل نہیں کرسکتا بلکہ یہ حقوق اُسے سماج کی ضمانت کے تحت دیئے جاتے ہیں۔

اس طرح واضح ہو جاتا ہے کہ آزادی کے اعلان نامے میں جیفرسن نے تین قدرتی حقوق میں "ملکیت" کی جگہ "خوشی کی جستجو" کو جگہ کیوں دی تھی۔ ملکیت دوسری نوعیت کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ ایسا حق ہے جو رابطۂ باہم سے متعلق ہے اور جسے سماج کی ضمانت کے تحت ہی عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا جیفرسن اپنے وسیع مطالعے سے اس بات کا قائل ہو چکا تھا کہ ملکیت قدرتی حق نہیں ہے بلکہ صرف قانونی حق ہے۔

جیفرسن نے اپنے جملے کی ابتدا اس مسودۂ قانون سے کی جو زمینوں کے مشروط ہبہ کے برطانوی طرز کے خلاف تھا۔ امریکہ چھوٹے چھوٹے کسانوں کی سرزمین کے بجائے آقاؤں اور غلاموں کا ملک بن گیا تھا اور جیفرسن کو یہ بات پسند نہ تھی۔ جیفرسن خود بھی زمیندار اشرافیہ کے طبقہ کا فرد تھا لیکن اس کے باوجود اُس نے مشروط ہبہ کی مخالفت کی جو ممتاز خاندانوں کے طبقے کا سنگ بنیاد تھا۔

اس رویّے کی کئی وجوہ تھیں اولاً وہ یہ جانتا تھا کہ دھن دولت پر مبنی برتری خوبی اور قابلیت کی برتری کے سامنے ماند پڑ کر رہے گی دوسرے اُس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ جس کامن ویلتھ کو ناقص زرعی نظام کی بنیاد پر کھڑا کیا جائے گا وہ تباہ ہو کر رہے گی اور تیسرے اُسے اس بڑھتی ہوئی برہمی کا بھی احساس تھا جو ریاست کی زندگی پر بڑے بڑے زمیندار گھرانوں کے غلبے اور تسلط کے خلاف چھوٹے کاشتکاروں کے طبقے میں پیدا ہو رہی تھی۔

آزاد زمینوں کے لئے عام لوگوں اور چھوٹے چھوٹے کسانوں کی خواہشات بر آئیں اور غلاموں اور زمینوں کی خرید و فروخت یا دوسری نوعیت کے تبادلے کی اجازت دینے والا بل ایک بھاری اکثریت کے ساتھ منظور ہو کر قانون بن گیا۔ زمینی حد بندی کے سسٹم کے خاتمے

نے ورجینا علاقے میں جاگیرداری کی آدھی بنیادوں کو جڑ سے ہلا دیا۔ لیکن ابھی باقیماندہ لفف بنیادیں قائم تھیں اور یہ لفف بنیاد گھر کے سب سے بڑے لڑکے کا وہ حقِ جانشینی تھا جس کی رو سے کسی بھی وصیت نامے کے نہ ہونے پر ساری مملوکہ زمین اور جائداد گھرانے کے سب سے بڑے لڑکے کے حصے میں آجاتی تھی جیفرسن نے یہ تجویز پیش کی کہ جس کسی شخص کے پاس مملوکہ زمین اور جائیداد ہے اُس کی موت کے بعد وہ یکساں طور پر گھر کے تمام افراد میں تقسیم کردی جائے۔ یہ بل بھی منظور کردیا گیا اور اس طرح نوآبادکارانہ جاگیرداری کے تابوت میں جیفرسن نے ایک اور کیل گاڑ دیا۔

جیفرسن کی لوح مزار پر اس کا اپنا تجویز کردہ کتبہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے اپنی تمام کامیابیوں میں مذہبی آزادی کو قائم کرنے کے آرڈیننس کی تصنیف پر سب سے زیادہ فخر تھا۔ درحقیقت متعدد قابل آدمیوں کی مدد کے باوجود جیفرسن کو ورجینا میں مذہبی اعتقادات اور اُن کے عمل کی مکمل آزادی قائم کرنے میں پورے دس برس کا عرصہ لگ گیا تھا۔ اُس زمانے میں ورجینا کا مذہبی نظام زمانہ وسطیٰ کے تصورات کا حامل تھا۔ عوام کے دلوں سے پادریوں کی عزت بہت پہلے سے ہی اُٹھ چکی تھی۔ انحراف کرنے والے یا دستور نہ ماننے والے طبقے کو کڑی سے کڑی سماجی اور قانونی سزائیں دی جاتی تھیں۔ شیر خوار بچوں کے اصطباغ کی مخالفت کرنے والوں کو اکثر و بیشتر امن وامان خراب کرنے کے الزام میں گرفتار کرلیا جاتا تھا اور جیل میں بند کردیا جاتا تھا۔ اصلاح یافتہ کلیسا کے قدامت پسند حامیوں نے ان قوانین سے دست کشی منظور کرلی جو غیر مقلد خیالات رکھنے اور کلیسا نہ جانے پر سزا دیتے تھے اور اسی طرح ان قوانین کو بھی ختم کردیا گیا جو اختلاف رکھنے پر ٹیکس عائد کرتے تھے اور اس ٹیکس کی رقوم ان اداروں پر صرف ہوتی تھیں جو ٹیکس دینے والوں کے عقیدے سے مختلف عقیدے پر قائم تھے۔ بالآخر ۱۷۸۶ء میں انیگلیکن طبقہ جھک گیا اور اُس نے چرچ کو ریاست سے علیحدہ کرنے کا بل منظور کرلیا۔ جیفرسن کو اس فتح پر بہت فخر تھا

اور وہ آزادی کے اعلان نامے کے بعد اسی بل کی اہمیت کو تسلیم کرتا تھا۔

جیفرسن نے علم کے "عام اور وسیع تر فروغ" کا جو بل پیش کیا تھا اُس کا مقصد یہ تھا کہ ہر قصبے کو پانچ یا چھ مربع میل کے وارڈوں میں بانٹ دیا جائے اور ہر وارڈ کے تحت ایک بلا فیس اسکول قائم کیا جائے تاکہ ان اسکولوں سے ہر برس بہترین طلبا کا انتخاب کیا جا سکے اور ان طلبار کو ضلع کے کسی اسکول میں مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے پبلک خرچ پر بھیجا جا سکے اور ضلع اسکولوں سے انتہائی ہونہار طلبا منتخب کئے جائیں جن کی تعلیم کو یونیورسٹی میں پایۂ تکمیل تک پہونچایا جا سکے۔ جیفرسن نے اس پورے پلان کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا تھا۔

> "ہم امید کرتے ہیں کہ اس پلان کے اُس حصے کی رُو سے جس کے تحت غریب طبقے کے ذہین ترین طلبا کا انتخاب کیا جا سکتا ہے اُس جوہر کا فائدہ اٹھائے گی جسے قدرت نے جی کھول کر غریب اور امیر دونوں طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔"

ان بیانات اور اسی قسم کے دیگر بیانات میں اس عام الزام کی زبردست تردید مل جاتی ہے کہ جیفرسن ہمہ رنگ یکسانیت اور مساوات پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اس کے برعکس اس کا مطمحِ نظر یہ تھا کہ حکومت کے نظام کو بہترین اور اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت کے لوگ سنبھالیں اور ایک ایسا مخصوص منتخب تعلیمی طریقہ قائم کیا جائے جس میں حقیقی جوہر اور قابلیت اپنے عروج تک پہونچ سکے۔

اس سے کسی کو انکار نہ تھا کہ ان میں سے ہر بل نئی جمہوریت کے عوام کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا لیکن ورجنیا کے قدامت پسندوں نے ہر اس کارروائی کی مزاحمت کی جس کا مقصد ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ نہ صرف جیفرسن کے تعلیمی ڈھانچہ کو شکست ہوئی بلکہ اُس کے ساتھ ساتھ اُس کی نئے سیاسی یونٹ کی تجویز بھی مٹی میں ملا دی گئی جس کا نام سنیکرٹوں کا وارڈ رکھا جانا تھا۔

اب پتہ چلتا ہے کہ امریکی جمہوریت کے ابتدائی ایام میں گاؤں اور قصبات کی خلیج پاٹنے کے لئے ایک سیاسی یونٹ کو قائم کرنے کی سکیم کی ناکامی واقعی بہت بڑی غلطی تھی جس نے امریکہ کی سیاسی ڈیموکریسی کی نشو ونما پر بہت برا اثر ڈالا۔

جیفرسن کی مجوزہ فہرست میں ایک بہت بڑے کام کی تکمیل ابھی باقی رہ گئی تھی اور وہ کام تھا غلاموں کی تجارت کو ختم کرنا جیفرسن نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ——— وہ تمام نیگرو آزاد قرار دیئے جائیں جنھوں نے غلام والدین کے گھروں میں جنم لیا ہے اور پبلک خرچ پر ان کی پرورش ہونی چاہئے حتیٰ کہ جب نیگرو بچہ ۲۱ برس کا ہو جائے اور نیگرو لڑکی ۱۸ برس کی ہو جائے تو انھیں وقت اور ماحول کے تقاضوں کے مطابق مناسب جگہوں پر آباد کر دیا جائے۔" لیکن اس اسکیم سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ تاہم ۱۷۷۸ء میں جیفرسن کو اتنا اطمینان تو ہو ہی گیا تھا کہ غلاموں کی درآمد کو بند کرنے کے متعلق اس کا بل بغیر کسی خاص مخالفت کے منظور کر دیا گیا۔

تیسرا باب

گورنر اور ڈکٹیٹر میں مقابلہ

۱۷۷۹ء میں جیفرسن کو پیٹرک ہنری کی جگہ ورجنا کا گورنر بنا دیا گیا۔ زمانہ جنگ میں گورنر بننے سے جیفرسن کو کوئی خاص مسرت نہ ہوئی ہوگی۔ لیکن اُسے حکومت کے کاروبار اس خیال سے سنبھالنے ہی پڑے کہ کہیں اُس کی ریاست میں کوئی ڈکٹیٹر برسر اقتدار نہ آجائے جیفرسن ایک مؤثر جنگی رہنما تو ہرگز نہیں تھا لیکن اس کی خط وکتابت سے ظاہر ہے کہ ورجنا کی حفاظت کے لئے اُس نے دن رات ایک کر دئے تھے۔ البتہ جیفرسن کی تمام تر کوششیں برطانوی فوجوں کو روکنے میں ناکام رہی تھیں۔ گورنری کے عہدے کو چھوڑنے کے سلسلہ میں جیفرسن نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے۔

"میں نے اپنے عہدے کے دوسرے برس کے اختتام پر محض اس خیال سے استعفیٰ دے دیا تھا کہ ہم اس وقت جس حملے کا مقابلہ کر رہے تھے اس کے پیش نظر ایک فوجی رہنما عوام کا مزید اعتماد حاصل کر سکتا تھا اور نیز یہ کہ اگر شہری اختیارات بھی فوجی کمانڈر کے حوالے کر دئے جائیں تو ریاست کے تحفظ کے لئے شہری اور فوجی اختیارات زیادہ طاقت، مستعدی اور موثر طریقے سے عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔"

جیفرسن اپنے کنبے سمیت لنچ برگ کے نزدیک پاپلر جنگلات کے علاقے میں چلا آیا یہاں اُس نے اپنی کتاب "ورجینیا سے متعلق کچھ حاشیے" کی تیاری شروع کر دی۔ یہ کتاب جیفرسن کی قوت مشاہدہ، علمیت، سائنس، فلسفہ اور بھرپور معلومات کا حیرت انگیز مجموعہ تھی اور اس نے جیفرسن کی عزت اور شہرت میں چار چاند لگا دیئے۔

۱۶ ستمبر ۱۷۸۱ء میں اپنے ہم شہر ایڈمنڈ رینڈولف کو خط لکھتے ہوئے جیفرسن نے لکھا تھا:۔ "میں نے اپنی زمینوں، بال بچوں اور کتابوں کی دنیا میں دوبارہ پناہ ڈھونڈھ لی ہے اور میرا خیال نہیں کہ کوئی بھی طاقت مجھے ان سے علیحدہ کر سکے گی۔"

جیفرسن نے کئی بار قسمیں کھا کر یہ کہا تھا کہ اب وہ سیاسی اور عوامی زندگی سے مکمل کنارہ کشی کر چکا ہے لیکن سیاست کے بارے میں وہ اپنی اس قسم پر کبھی سختی سے کاربند نہ رہ سکا۔ وہ کہنے کو چاہے کچھ بھی کہتا تھا لیکن سیاست کی کشش اُسے اپنی طرف بُری طرح کھینچتی تھی۔

مارکیس دی چیٹسلو کے تحریر کردہ خاکوں سے ہمیں مانٹی سیلو کی وضع قطع کے متعلق بہت کچھ پتہ چلتا ہے۔ چیٹسلو نے لکھا تھا۔ "جس گھر کا نقشہ خود جیفرسن نے تیار کیا تھا بلکہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ جس گھر کی تعمیر میں جیفرسن نے معمار کی حیثیت سے کام کیا تھا وہ گھر بہت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے اور اٹلی کے فن معماری سے بہت مطابقت رکھتا ہے۔ مسٹر جیفرسن وہ پہلے امریکی ہیں جنھوں نے یہ جاننے کے لئے فنونِ لطیفہ کا سہارا لیا ہے کہ انھیں موسم سے بچنے کے لئے کس قسم کی چہار دیواری درکار ہے۔"

امریکہ میں یونانی انداز فن کو بھی جیفرسن نے ہی از سر نو رائج کیا تھا۔ اس کے بعد باغات اور مکانوں کے سامنے والے حصے کی سجاوٹ اور بعد ازاں بنکوں کی عمارتوں کے سامنے والے حصے، کالج کی عمارتیں اور گیس بھرنے کے اڈّوں کی تشکیل و تعمیر ہو بہو یونانی فنِ عمارت گری کے مطابق کی گئی تھی۔

۸ مئی کو جیفرسن کے چھٹے بچے کا جنم ہوا۔ بچوں کی پیدائش سے جیفرسن کی بیوی بہت کمزور ہو چکی تھی اور زچگی کے بعد اُس کے زندہ رہنے کی طاقت آئے دن کم ہوتی جاتی تھی۔ آخر کار یہ بات سب پر واضح ہو گئی کہ اب وہ کچھ دنوں کی ہی مہمان ہے۔ جیفرسن کو اس خیال سے اتنا شدید صدمہ ہوا تھا کہ پہاڑ پہ کبھی کبھار گھوڑ سواری کرنے پر بھی اس کی طبیعت بحال نہ ہوتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جیفرسن کی زندگی کا پہلا موقع تھا جب وہ اپنے جذبات پہ بالکل قابو نہ پا سکا۔

اُس کی بیوی کی وفات کے بعد کانگریس نے جیفرسن کو مدعو کیا کہ برطانوی سرکار سے صلح صفائی کرنے کے لئے بنجامن فرینکلن اور جان ایڈیمز کے ہمراہ مختارِ کل کی حیثیت سے پیرس چلا جائے۔ ۱۷۸۳ء میں ورجینا اسمبلی نے اُسے دوبارہ کانگرس کے لئے منتخب کر دیا۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ اب اس کا دل معمول کے فرائض سر انجام دینے میں بھی نہیں چاہتا تھا۔ اُس نے اپنی تمام تر شفقت اپنے بچوں پہ نچھاور کر دی۔ مارتھا (بیٹی) بالکل اپنے باپ پر گئی تھی۔ معتدل مزاج، صحت مند اور اپنے آپ پر اعتماد رکھنے والی۔ اُس سے چھوٹی لڑکی پالی نرم و نازک ڈرپوک اور پیار محبت کی متلاشی تھی۔ اس کا باپ فطرت کا مطالعہ اور باغات کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں اُسے جو نصیحتیں کرتا ان کا بھی اُس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

اناپولیس میں کانگریس کے اجلاس میں شرکت کے دوران جیفرسن نے شمالی مغربی علاقے کے لئے آرڈیننس تیار کیا۔ یہ آرڈیننس امریکی ڈیموکریسی کی چند عظیم دستاویز میں سے ایک ہے۔ اس میں مستقل ریاستوں کی تشکیل کی اجازت دی گئی تھی جیفرسن نے

جیفرسن نے اس آرڈی ننس میں پانچ دفعات شامل کی تھیں۔ جن میں سے آخری دفعہ نمایاں طور پر موضوعِ بحث بنی تھی۔ یہ دفعات حسب ذیل تھیں:۔

۱۔ نئی ریاستیں ہمیشہ کے لئے ریاست ہائے متحدہ کا حصہ رہیں گی۔

۲۔ یہ ریاستیں ریاست ہائے متحدہ کی حکومت کے ماتحت ہوں گی۔

۳۔ مرکزی قرضے کے تحت ان کے ذمے جو مناسب حصہ آئے گا اُنھیں اُسے ادا کرنا ہوگا۔

۴۔ ان ریاستوں کی مقامی حکومتیں جمہوری نظم و نسق کی حامل ہوں گی۔

۵۔ سنہ۱۸۰۰ء کے بعد کسی ریاست میں بھی نہ غلامی رائج رہے گی نہ کسی کی رضا کے خلاف اُس سے کوئی کام لیا جاسکے گا۔

لیکن چونکہ غلامی کے خلاف جیفرسن کی تجویز کو اکثریت کی حمایت حاصل نہ تھی لہٰذا اُسے کافی بحث کے بعد کاٹ دیا گیا تھا۔

چوتھا باب

جولائی سنہ۱۷۸۴ء میں جیفرسن بوسٹن کی بندرگاہ سے فرانس کے لئے روانہ ہوگیا۔ وہ مارتھا کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ جیمس ایلسیز اور ایونیو ڈی بیری جس کا نام گرجے ڈی چلاٹ تھا۔ شمالی مشرقی گوشے میں اُس نے ایک مکان مستقل طور پر کرائے پر لے لیا اس مکان میں بہت خوشنما باغات اور صحن تھے اور اس زمانے میں بھی پیرس کے خوبصورت ترین مکانوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

جیفرسن کے لئے فرانسیسی تاریخ کا اور کوئی عہد اس قدر معنی خیز نہ تھا جتنا موجودہ دور۔ فرانس اُس دور سے گزر رہا تھا جب پرانی دنیا کی تین بنیادیں۔ شہنشاہیت، طبقہ اشرافیہ اور پادری طبقہ متوسط کے تاجروں اور راست لال پیشہ سائنسدانوں

کے لئے جگہ خالی کر رہے تھے۔

جیفرسن کو زیادہ تر واسطہ فرانس کے امور خارجہ کے وزیر کاؤنٹ ڈی ورگینس سے ہی تھا۔ ان دونوں کی پہلی ملاقات ہی میں جیفرسن نے کاؤنٹ ڈی ورگینس پر جو لطیف چوٹ کی تھی وہ بہت مشہور رہے۔ کاؤنٹ نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تھا:

"میں نے سنا ہے کہ آپ ڈاکٹر فرینکلن کے بدل ہیں؟"

جیفرسن نے جواب دیا تھا۔ "جی نہیں، میں صرف ان کا جانشین ہوں ان کا بدل کوئی نہیں ہوسکتا۔"

امور خارجہ کا وزیر اگر چاہتا بھی تو مستقل مفادات کے حامیوں کی مزاحمت کے پیش نظر گفت وشنید میں کوئی خاص کامیابی ممکن نہیں تھی۔ لہٰذا جیفرسن کو طویل اور لا اوقات بے مقصد ملاقاتوں پر ہی قناعت کرنا پڑی جن میں چھوٹے چھوٹے تجارتی معاملات پر ہی بحث ہوا کرتی تھی۔ فرانس سے جیفرسن نے جو خطوط اپنے گھر لکھے تھے، اُن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ جیفرسن میں قوت مشاہدہ، یادداشت، تنقید اور کبھی کبھار لطیف چوٹ کرنے کی صلاحیت دوبارہ اُبھر آئی تھی۔ فرانسیسی عوام کے بارے میں اُس نے لکھا تھا:

"جس قسم کی حکومت وہاں قائم ہے اس کی برائیوں نے عوام کو پیس کے رکھ دیا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ میرے ہموطنوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ اُس نعمت کی دولت سے مالا مال ہیں جو دنیا کے کسی اور ملک کے پاس ہے ہی نہیں۔"[۵]

کاؤنٹ ڈی ورگینس کی محتاط چالوں کا جائزہ لیتے ہوئے جیفرسن نے پروشیا کے شہنشاہ فریڈرک دوئم کو ایک دوستانہ تجارتی معاہدے کے بارے میں پیغام بھیجا۔ اور جب اُس معاہدہ پر فوراً ہی دستخط ہوگئے تو جیفرسن کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جیفرسن

۵۔ تحریریں — میموریل ایڈیشن ۲۱

دیل مچھلی کے تیل اور نمکین مچھلیوں کے کاروبار میں اپنا تمام وقت ضائع نہ کرسکتا تھا۔اُس نے فرانس کے ایک پبلشر کو "نوٹس آن ورجنیا" کی دو سو جلدیں شائع کرنے کا کام دے دیا۔ اس کتاب سے جیفرسن ایک فلاسفر، مشاہدۂ قدرت کے ماہر، سائنس داں، حساب داں اور وسیع المطالعہ شخص کی حیثیت سے مشہور ہوا اور اس کتاب نے اُسے فرانس کے ممتاز سائنسدانوں، فنکاروں اور ادبا کی توجہ کا مرکز بنا دیا۔

فرانس میں قیام کے ابتدائی مہینوں میں جیفرسن کو گھر کی یاد بُری طرح ستاتی رہی لیکن ۱۷۸۵ء کے لگ بھگ وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہو گیا تھا:-

"میں فرانسیسی قوم کو تہِ دل سے پیار کرتا ہوں اور کبھی سوچتا ہوں کہ ایک بہتر مذہب اور ایک بہتر نظام حکومت یہاں کے ماحول اور ملک کو قابل رشک بنا سکتے ہیں۔"

فرانس میں اُس زمانے کے ذہین ترین لوگوں میں سے جو لوگ جیفرسن کے دوست بنے تھے ان میں فلاسفر مارکیوس ڈی کنڈورسیٹ بھی تھا۔ فلاسفر مارکیوس ادیبوں، معلموں، ماہران اقتصادیات اور مورخوں کے اس طبقہ سے وابستہ تھا جو کہ یورپ کو جمود اور غفلت سے بچانا چاہتا تھا اور منطق کی طرف لیجانا چاہتا تھا۔ جب بنجامن فرینکلن سمندر پار قایم شدہ جمہوریت کا نمائندہ بن کر فرانس پہونچا تھا تو وہاں کے فلاسفروں نے بڑے جوش وخروش سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ اور اُس کے بعد وہی رُتبہ اور پیار ان لوگوں نے فرینکلن کے جانشین جیفرسن پہ نچھاور کر دیا۔

اُس دور کی فرانسیسی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ نوعمر امریکی جمہوریت کے بانیوں کو استاد کا درجہ حاصل تھا اور جیفرسن کے زمانے کے فرانسیسی دانشور اُنکی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔

قدرتی طور پر جیفرسن کے فرانسیسی دوستوں میں لیفائیٹ کو سب سے زیادہ

اہمیت حاصل تھی کیونکہ اس سے جیفرسن ورجینا کی گورنری کے زمانے سے ہی اچھی طرح واقف تھا۔ فرانسیسی علما بلکہ قریب قریب سبھی فرانسیسی اہلِ فن کی محبت میں جیفرسن کو کسی قسم کی اجنبیت یا تنہائی کا احساس نہ ہوا تھا۔ اُسے وہ جگہ بھی اپنے وطن کی مانند ہی محسوس ہوئی۔ جیفرسن پر اس بات کا انکشاف اکثر و بیشتر ہوتا تھا کہ جہاں کہیں سفارتی پابندیوں یا فرانسیسی دستور سے اسکی ناواقفیت کی بنا پر اُسے کوئی مشکل پیش آئی ہے تو لیفائیٹے نے اُسے اس مشکل سے نکلنے میں بڑی مدد دی ہے۔

۱۷۸۶ء کے موسم بہار میں جیفرسن انگلستان گیا۔ اُس وقت انگلستان میں جان ایڈمز امریکی سفیر کے عہدے پر مُعمور تھا اور اس نے جیفرسن کے لندن آنے کے بارے میں کئی بار خواہش ظاہر کی تھی اور چاہتا تھا کہ جیفرسن لندن آکر ان معاہداتی مسائل کو طے کرنے میں اس کی مدد کرے جن کا تعلق تریپولی پرتگال اور خود برطانیہ سے ہے۔ لیکن جونہی جیفرسن اور جان ایڈمز برطانیہ سرکار کے امور خارجہ کے وزیر سے ملنے گئے تو وہاں صاف ظاہر ہو گیا کہ "ابہام اور ٹال مٹول کے سوا برطانوی وزیر کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ باقی جہاں تک لندن میں دیگر سفارتی بات چیت کا تعلق تھا تو تریپولی اور پرتگال دونوں ہی کے ساتھ گفت و شنید کسی خاطر خواہ نتیجہ پر نہ پہونچ سکی۔ انگلستان سے روانہ ہونے کے قبل جیفرسن نے تمام سفارتی قواعد کو بالائے طاق رکھ دیا اور انگلستان کے باغات کے مطالعے اور جائزے میں مصروف ہو گیا۔ وہ اپنی نوٹ بک میں اپنے مشاہدات کو درج کرتا رہا تا کہ مانٹی سیلو واپس آکر اپنے باغات کو اور زیادہ حسین اور خوشنما بنا سکے۔

فرانس واپس پہونچکر جیفرسن فرانسیسی سرکار پر زور ڈالتا رہا کہ امریکہ سے آئندہ مال پر وہ پابندیاں کم کی جائیں جن کا امریکہ کی تجارت پر بُرا اثر پڑ رہا تھا۔ انجام کار جیفرسن محصول کی رعایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔

فرانس میں ۱۷۸۷ء کا سال بغیر کسی جھگڑے کے گزر گیا۔ لیکن امریکہ میں اسی برس شائے

بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔ جیفرسن اس بغاوت سے اس قدر متفکر ہوا تھا کہ اُس نے اس کے متعلق کئی خطوط لکھے تھے۔ یہ بغاوت مغربی ساچوسیٹس میں ڈینیل شائے کی سرکردگی میں ہوئی تھی۔ یہ بغاوت ایک مقامی تحریک تھی جو براہ راست سٹے بازی قرض کے جھگڑوں اور غیر مساوی ٹیکسوں سے پیدا ہوئی تھی۔ وہاں کے کسان کچھ بے توجہی کے شکار فوجیوں کے ساتھ مل گئے اور شائے کے جھنڈے تلے آ جمع ہوئے اور اُس وقت جبکہ شائے بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کو ترجیح دے رہا تھا ان باغیوں نے اُسے فوری عمل کرنے پر مجبور کر دیا۔ نتیجہ ہوا کہ ملیشیا نے شائے کی فوجوں کو تتر بتر کر دیا۔ اس کا ردعمل نیو انگلینڈ میں خاص طور پر نمایاں تھا۔ اس پر انتہائی تشویش کا مظاہرہ کیا گیا۔ لیکن جیفرسن پر شائے کی بغاوت کا کوئی ایسا اثر نہ پڑا تھا۔ اس بغاوت سے متعلق کچھ پہلی پہلی اطلاعات موصول ہونے کے بعد اُس نے لکھا تھا۔

"سب کا یہی خیال ہے کہ اس بغاوت سے ہماری حکومت کے ہاتھ اور زیادہ مضبوط ہو جائیں گے لیکن یہ لوگ بغیر کسی وجہ کے بغاوت پہ آمادہ نہیں ہو گئے۔ خاص خاص موقعوں پر حکومت کی مخالفت کا جذبہ اس قدر گراں بہا ہوتا ہے کہ میں تو اُسے ہمیشہ زندہ رکھنے کا خواہاں ہوں۔"

جیفرسن کا یہ دعویٰ تھا کہ خودمختاری حکومت کے ہاتھ میں نہیں بلکہ عوام کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ لیکن جب اُس نے یہ بات کہی تو اُس کے پیش نظر منتخب نمائندوں کی حکومت تھی اُسے اجتماعیت کے نظریے کا حامی سمجھنا غلط ہے کیونکہ اُس نے یہ بھی لکھا تھا۔ — تجربے نے ثابت کیا ہے کہ زیادہ تر یہی ٹھیک ہوگا کہ جن حقوق کو عمل میں لانے کی لوگوں میں قابلیت ہو وہ انہی کے پاس رہیں اور اس کے برعکس جن حقوق کو عمل میں لانے کی قابلیت عوام میں نہ ہو انھیں کچھ چنیدہ نمائندوں کے ہاتھوں میں سونپ دیا جائے۔

فرانس میں جتنی عورتیں بھی جیفرسن کی دوست بنی تھیں ان میں کوئی بھی خاتون

باکمال اور وضع دار اینگلو اٹلیشن آرٹسٹ میریا ہیڈ فیلڈ کاسوے کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی اس لڑکی نے پہلی ہی ملاقات میں جیفرسن کو اپنے بس میں کر لیا تھا اور اس نے ہزار طریقوں سے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ اگرچہ دونوں اپنی جوانی کی منزلوں کو بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور دونوں کے درمیان ہزاروں میل کا سمندر حائل ہے تاہم جیفرسن کے لئے اُس کے دل میں جو عزت اور قدر تھی اس میں رتی بھر فرق نہ آیا تھا۔ بہت دیر بعد اب مسز کاسوے اپنے خاوند کے ساتھ پیرس آئی تھی۔ اُس کے خاوند کا نام رچرڈ کاسوے تھا اور وہ لندن میں ایک چھوٹے درجہ کا مصور تھا۔ اجنبی امریکہ سے آیا ہوا یہ قدآور سفیر جس کے بارے میں بہت سی کہانیاں مشہور تھیں حقیقتاً رحمدل اور نیک شخص تھا۔ لہٰذا اس نوجوان انگریز عورت کا اُس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانا حتیٰ کہ ہمیشہ اُس کے ساتھ رہنے پہ بضد ہونا کوئی حیرت انگیز بات نہ تھی۔ معزز امریکی سفیر کو بھی اس پیکر حیات اینگلو اٹلین آرٹسٹ سے بہت لگاؤ تھا۔ جن دنوں وہ ابھی ولیم برگ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا اُس وقت سے لے کر آج تک اُس نے کبھی اس طرح دنیاوی رکھ رکھاؤ سے بے نیاز ہو کر اپنے آپ کو کہکشاں جیسے ایک خوش رنگ لمحے کے سپرد نہ کیا تھا۔ بعد میں اُس نے میریا کو ایک خط میں لکھا تھا "ہر لمحہ کچھ ایسی کیفیت کا حامل تھا جیسے ہر چیز خوشگوار دلچسپ تھی۔ وقت کے پہیئے جس تیز رفتاری سے گھوم رہے تھے ہمیں اس کے بارے میں چنداں خیال نہ تھا لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود جب شام کو سارے دن کا جائزہ لیا جاتا تھا تو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ہم خوشیوں کے عالم میں ابھی ابھی گزر رہے ہوں" اور جیفرسن نے ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک قریب قریب ہر دن میریا کی صحبت میں گزارا تھا۔

ان کی زیادہ تر ملاقاتیں ۱۷۸۶ء میں ہوئی تھیں۔ ماہ ستمبر کے ایک دن جیفرسن کو ایک بہت ہی تکلیف دہ حادثہ کا شکار ہونا پڑا تھا۔ وہ مسز کاسوے کے ہمراہ غالباً اپنی دل پسند سیرگاہ بائیس ڈی بولون میں چہل قدمی کر رہا تھا کہ اچانک پھسل کر گر گیا اور اُسکے دائیں ہاتھ کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ لیکن جیفرسن نے یہ کبھی نہ بتایا کہ یہ حادثہ کیسے رونما ہوا؟

اس حادثے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جیفرسن کو بہت شدید چوٹ پہنچی تھی اور وہ دوبارہ اپنے داہنے ہاتھ سے حسب معمول کام نہ کر سکا تھا علاوہ ازیں آئیندہ لکھنے کے لئے مجبوراً اپنے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا پڑا تھا۔

ماہ اکتوبر میں کاسوے اپنی بیوی سمیت لندن واپس جانے کے لئے تیار ہو گیا لہٰذا خوشیوں کے لمحات ختم ہو گئے اور امریکی سفیر کے پاس یہی کام رہ گیا کہ فرانسیسی سوداگروں کو تمباکو کے پتے اور مچھلی کا تیل بیچنے کی کوشش کرتا رہے

پانچواں باب

انقلاب کا نگراں

۱۷۸۷ء کے موسم گرما کے آغاز میں جیفرسن کی خاص توجہ کا مرکز اس کے ارد گرد آہستہ آہستہ پروان چڑھتے ہوئے انقلاب کے جذبات نہ تھے بلکہ اُس کے اپنے وطن میں بڑھتے ہوئے ناخوشگوار حالات تھے۔ سب سے زیادہ تشویشناک اطلاعات ان علاقوں کی علیحدگی بلکہ مکمل انحراف کی آ رہی تھیں جو ابھی تک ریاستوں کے مضبوط الحاق کی صورت نہ اختیار کر پائے تھے بلکہ ایک ایک کمزور وفاق کے تحت اکٹھے ہو گئے تھے۔ جیفرسن کے نزدیک علیحدگی کا یہ جذبہ ایک آسیب کی طرح دہشتناک تھا جس نے پہلے نیو انگلینڈ کو علیحدگی پہ آمادہ کیا بعد ازاں پورا جنوب ہی اس کے نقش قدم پہ چل نکلا تھا۔

جیفرسن کی ایک اور تازہ دھن یہ تھی کہ حکومت کے ایسے ڈھانچے کو جسے بآسانی آئین کی شکل دی جا سکے فیصلہ کن طور پہ مستقل کر لیا جائے۔ ان کے علاوہ تیسری اُلجھن ان فرانسیسی افسروں کی واجب الادا تنخواہ تھی جنھوں نے انقلاب امریکہ کے سلسلہ میں خدمات انجام دی تھیں۔ جیفرسن نے جان اڈیمز سے کہا تھا کہ فرانس میں ہمارے خلاف جتنا شور صرف اس

مد کے سلسلے میں مچتا ہے اتنا باقی قرضوں کے متعلق مجموعی طور سے بھی نہیں مچتا۔ رہا سوال فرانس میں بادشاہت اور پارلیمنٹ کی کشیدگی کا تو جیفرسن کا خیال تھا کہ اب کے جو سمجھوتہ ہو گا اُس سے عوام اور شہنشاہی نظام کے درمیان تمام تنازعے کا خاتمہ ہو جائے گا۔

لیکن اس وقت اس کی خط وکتابت کا زیادہ تر حصہ فلیڈیلفیا میں آئین کو منظور کرانے کی کوششوں کے لئے وقف تھا۔ تجویز شدہ نئے آئین میں جیفرسن نے جیمز میڈیسن کو کئی دیگر شرائط کی منظوری کے بارے میں لکھا تھا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا تھا۔ "ابھی ایسی اور بھی بہت اچھی باتیں ہیں جن کی اس وقت اہمیت محسوس نہیں ہو رہی۔ اب میں ان باتوں کا ذکر کروں گا جو مجھے پسند نہیں ہیں۔

۱۔ حقوق کے ایک ایسے بل کا فقدان جس میں صاف صاف اور کسی بھی ایچ پیچ کا سہارا لئے بغیر مذہبی آزادی، پریس کی آزادی، مستقل فوج سے حفاظت، اجارہ داری کے خلاف تحفظات، ہیبس کارپس قانون، مستقل اور لامحدود فعالیت، ملک کے قانون کے تحت چلائے جانے والے تمام مقدمات کا پنچوں اور ثالثوں کے ذریعے فیصلے کا اعلان کیا گیا ہو۔۔۔۔ اس میں یہ اضافہ مزید کروں گا کہ حقوق کا مسودہ ایک ایسی چیز ہے جس کا عوام کو دنیا کی ہر حکومت کے مقابلے میں حق حاصل ہے۔ کوئی منصفانہ حکومت نہ تو اس سے انکار کر سکتی ہے اور نہ اس معاملے میں تاویلات کا سہارا لے سکتی ہے۔

۲۔ میں کھلے الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ میں ایک بہت ہی مضبوط اور فعال حکومت کا حامی نہیں ہوں۔ کیونکہ اس قسم کی حکومت ہمیشہ جابرانہ ہوتی ہے۔ (اس کے بعد یہ مندرجہ ذیل پارہ تھا جس کا حوالہ اکثر وبیشتر دیا جاتا ہے۔)

"بہر حال یہ تو میرا اصول رہا ہے کہ اکثریت کی رائے مانی جائے گی۔۔۔۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ ہماری حکومت کئی صدیوں تک ان خوبیوں کی حامل رہے گی۔ یعنی جب تک سرزمین امریکہ پر کہیں بھی خالی زمین اور جگہ نظر آئے گی یہاں خوبی اور نیکی ملے گی اور

جب یورپ کی طرح یہاں بھی بڑے بڑے شہروں میں بے تحاشہ آبادیاں بڑھ جائیں گی تو ہمارے عوام بھی مبتذل ہو جائیں گے اور ان باتوں کے علاوہ مجھے امید ہے کہ اس یقین کے پیش نظر کہ اگر لوگ اچھی سوجھ بوجھ کے مالک ہوں گے تو ممکن ہے کہ ہم آزادی کے ایک خاص معیار کو قائم اور محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو سکیں۔ عام آدمی کی تعلیم کو مستحق توجہ سمجھا جائے گا۔"

ریاست ہائے متحدہ کے آئین کے متعلق جیفرسن کی اس رائے سے صاف ظاہر ہے کہ یورپ کے عوام کی تاریخ کے مطالعے سے جو دو اہم سبق سیکھے وہ کیا تھے۔ پہلا تو یہ کہ ایک جابر مرکزی حکومت خطرناک ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اگر عام انسانوں کو مناسب تعلیم و تربیت دی جائے تو ان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کا رویہ بنیادی طور پر منصفانہ ہوگا اب جیفرسن اپنے اس دیرینہ عقیدے کو مزید تقویت پہونچا رہا تھا کہ ایک انصاف پسند حکومت، جبر یا زور سے قائم نہیں رہ سکتی بلکہ اپنے عوام کی رضا اور انہام و تفہیم سے ہی قائم رہ سکتی ہے۔ ۲۸ر دسمبر ۱۷۸۵ء کو اپنے دوست جارج واشنگٹن کے نام ایک خط میں جیفرسن اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ امریکہ دنیا کی تجارتی مارکیٹ میں اپنے پاؤں جمانے کے لئے آگے چل کر باقی اقوام کے مقابلے پر اتر آئے گا۔ اس نے لکھا تھا "ریاست ہائے متحدہ کی پیداوار بہت جلد یورپ کی ضرورت اور طلب سے بڑھ جائے گی پھر جب ہمارے پاس زائد مال بچ جائے گا تو اس کا ہم کیا کریں گے؟" ان الفاظ میں جیفرسن نے امریکہ کے دور تجارت کی ابتدا کی طرف بھی اشارہ کر دیا تھا۔

عین اس وقت جب جیفرسن ان تیاریوں میں مصروف تھا کہ گھر ہو آئے۔ جارج واشنگٹن کا تعارفی خط لے کر پنسل وانیا اور نیویارک کا امریکی گورنر موریس پیرس پہنچ گیا۔ موریس اور جیفرسن پہلے بھی کبھی امریکی سکے کے ابتدائی طریقے کی بدنظمیوں کو درست کرنے کی غرض سے اکٹھے کام کر چکے تھے۔ جیفرسن نے تجویز پیش کی تھی کہ سکے کا نظام عشری ہو اور ڈالر کو اکائی مان لیا جائے۔ سب سے چھوٹا سکہ ایک سینٹ یا پینٹ ہونا چاہئے جو ڈالر

کا سوواں حصہ ہو۔ کانگریس نے اس کی تجویز کو مان لیا۔ اور اس بنا پر جیفرسن کا لقب "ڈالر کے جنم داتا" قرار پایا۔

مورس امریکہ کے طبقاتی پندار والے طبقے اور وفاقی انداز فکر کا نمائندہ تھا وہ ایک طاقتور مرکزی حکومت میں یقین رکھتا تھا۔ اُسے عام انسانوں سے نفرت تھی اور وہ امراء اور موروثی امراء کی حکومت کا پرچار کرتا تھا۔ فرانس میں پہنچنے کے فوراً ہی بعد اُس نے امرا کا ساتھ دینا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ شہنشاہیت کا زبردست حامی بن گیا۔ مورس نے فرانسیسی حکومت کو یہ صلاح دی تھی کہ "فی الحال کچھ بھی نہیں کیا جانا چاہیئے" بادشاہ نے اس مشورے کی جو جیفرسن کے مشورے کے بالکل برعکس تھا۔ پوری پوری پیروی کی اور اس کا انجام تھا گردن زدنی! ان حالات میں شہنشاہ لوئس سولھویں کو کیا کرنا چاہیئے تھا اس کے متعلق جیفرسن کے خیالات بالکل مختلف تھے۔ لیفایٹ کا تعلق "محب الوطنوں" کی معتدل پارٹی سے تھا اور اس پارٹی کا صرف اتنا سا مقصد تھا کہ ملک میں ایک آئینی حکومت قائم کر دی جائے۔ جیفرسن نے ہمیشہ انہیں اعتدال پسندوں یا آئین کے حامیوں کی حمایت کی تھی اور اس نے ان لوگوں کے خیالات کو دوسروں پر واضح کرنے میں بھی ان کی مدد کی تھی۔ جیفرسن کی اپنی رائے یہ تھی کہ ریاستی کونسل کو کسی قسم کے ردِ عمل کا خطرہ مول لئے بغیر اور تشدد کئے بغیر بنیادی اصلاحات پر رضامند ہو جانا چاہیئے۔

جیفرسن کو امید تھی کہ اس کے بعد اس کا وفادار سکریٹری ولیم شارٹ ہی فرانس میں اس کی جگہ لے گا لیکن اس کے اندازے کے برعکس مورس کو اس کی جگہ پر تعینات کر دیا گیا جیفرسن نے جن تین سماجی طبقات یعنی بادشاہ امراء اور پادریوں کو اکثر و بیشتر برا کہا تھا اُن کے خلاف فرانسیسی عوام کی جد و جہد سے جیفرسن کو پوری پوری ہمدردی تھی۔ اس کے برعکس مورس ان تینوں طبقات کا ایک اچھا خاصہ صلاح کار اور مددگار تھا۔ یہ اور بات تھی کہ وہ

ذرا ماتھے پر تیوریاں چڑھا کر اور طنزیہ انداز میں صلاح دیا کرتا تھا۔

"امیرسٹڈم میں ہمارے معاملات جس ڈھنگ پر چل رہے ہیں وہ میرے لئے بارِ خاطر ہو رہا ہے" یہ فقرہ اس خط کا ہے جو جیفرسن نے ۸۸-۱۷۸۷ء کے موسم سرما کے اختتام پر پیرس سے ہیگ میں جان ایڈمز کو لکھا تھا اور اس فقرے سے صاف ظاہر ہے۔ گریلے ڈی چلاٹ میں امریکی سفیر کو اس بات سے کس قدر دکھ ہو رہا تھا کہ نوعمر جمہوریت امریکہ اپنے فرض ادا کرنے میں ناکام رہی بالخصوص دو واجب الادا رقوم جو ان فرانسیسی افسروں کا حق الخدمت تھیں جنھوں نے امریکہ کی حمایت کی۔ جب جیفرسن نے یہ سنا کہ ایڈمز جو پہلے ہالینڈ میں امریکہ کا ایجنٹ تھا اب ہیگ چھوڑ کر گھر واپس جا رہا ہے تو جیفرسن نے طے کر دیا کہ وہاں اس سے ملاقات کرے گا اور امریکہ کے مالی حالات کو سدھارنے اور امریکہ کی ساکھ برقرار رکھنے کی کوشش کرے گا۔

ایڈمز کی روانگی سے کچھ ہی پہلے جیفرسن ہیگ میں اس سے جا ملا اور یہ فیصلہ کیا کہ دس لاکھ فلورن ادھار لئے جائیں۔ اگلے دن وہ بینکروں کا سامنا کرنے کے لئے ایڈمز کے ہمراہ ایمرسٹڈم کے لئے روانہ ہو گیا۔ ان حضرات کو اس بات میں شک تھا کہ یورپ کی مارکیٹ میں کسی بھی نئی امریکی ہنڈی کی ساکھ ہو سکتی ہے۔ شکوک طبع ڈچ بینکروں کی جیب سے پیسہ نکالنے کا فن ایڈمز نے برسوں کی محنت کے بعد سیکھا تھا۔ اس نے کہا۔

"اس بات پر بھروسہ کرو۔ ایمرسٹڈم کے رہنے والے دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کی نسبت پیسے سے زیادہ محبت کرتے ہیں"

بینکروں نے شور مچایا، برا بھلا کہا۔ لیکن آخر کار مان گئے اور دس لاکھ چاندی کے سکے دے دیئے۔ یہ رقم اتنی تھی کہ یورپ کے بعض انتہائی ضروری قرض چکائے جا سکتے تھے اور امریکہ کی ساکھ کو بحال کیا جا سکتا تھا۔ اسی خوشی میں جرمنی کا دورہ کرنے کی نیت سے جیفرسن نے چھٹی لے کر اپنا بستر باندھ لیا۔ اسے اس ملک کے کچھ حصوں سے

خاص دلچسپی تھی۔ اس نے ولیم شارٹ کو ایک خط میں لکھا تھا: "اس جگہ کے آس پاس کا علاقہ ہمارے لئے ایک دوسرا وطن ہے۔ مجھے اس بات پہ ہمیشہ حیرت ہوتی ہے کہ جو خاص انگریزی خصوصیات ہم میں نہیں ہیں وہ یہاں بھی نہیں ہیں۔ میں نے اکثر و بیشتر ایسا تصور کیا ہے۔ جیسے میں میری لینڈ اور پنسل وانیا کے اوپر والے علاقے میں گھوم رہا ہوں۔" اس نے مشہور ترین رہائش شرابوں کے متعلق اپنی نوٹ بک میں بہت کچھ درج کیا اور پیرس پہنچنے تک وہ شرابوں کے معاملے میں اتنا ماہر اور مشتاق ہو چکا تھا کہ بعد ازاں جب امریکہ کا صدر بنا تو اس کی دعوت مے کا بہت شہرہ تھا۔

جب ۱۷۸۹ء میں جیفرسن کو ورجینا واپس جانے کی اجازت نہ ملی تو اس نے انتہائی پریشانی کے عالم میں پریذیڈنٹ واشنگٹن کو خط لکھا کہ اس سلسلے میں اس کی مدد کی جائے۔ لیکن اس سے پہلے کہ جیفرسن اپنی روانگی کی تاریخ سے آگاہ ہو سکتا اس کے سامنے ایک ایسے فرانسیسی انقلاب کا تصور ابھر آیا جس سے وہ کانپ اٹھا۔ اس انقلاب کی زد اس کے گھر تک پہنچی تھی۔ جولائی ۱۷۸۹ء میں لیفائیٹے اپنے ہمراہ کچھ نوجوانوں کو لے کر جیفرسن کے گھر کھانا کھانے اور بات چیت کرنے کی غرض سے آیا۔ یہ لوگ "معتدل لبرل" یا محب الوطنوں" کے ہراول دستے کے لوگ تھے۔ جب کھانے کے بعد میزبان کی میز پہ بیٹھے ہوئے لوگوں کی بحث نے شدت اختیار کی تو جیفرسن جو ان کی ذہانت میں کافی دلچسپی لے رہا تھا فوراً بھانپ گیا کہ یہ ملاقات کسی معمولی نوعیت کی نہیں ہے۔

جب یہ بحث چھ گھنٹوں کے بعد ختم ہوئی تو جیفرسن نے محسوس کیا کہ اس نے ایک ایسے جلسے میں شرکت کی ہے جو انقلابی اور تخریبی اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے اور اس تصور سے لرز گیا۔ اگلی صبح وہ فوراً فرانس کے امور خارجہ کے وزیر مانٹ مورن سے ملنے گیا۔ اور اس کے گھر میں جو بات چیت ہوئی تھی اسے حرف بہ حرف سنا دی۔ مانٹ مورن نے اسے یقین دلایا کہ اس بات کا برا ماننا تو درکنار وہ خود بھی یہ چاہتا تھا کہ جیفرسن ایسی

کانفرنسوں میں مدد دے" کیونکہ اُسے یقین تھا کہ جیفرسن کی مدد سے حالات میں کافی اعتدال پیدا ہو سکتا ہے۔

چھٹا باب!

اسسٹنٹ سیکریٹری

جب پریذیڈنٹ واشنگٹن نے جیفرسن کی رخصت کی درخواست منظور کر لی تو جیفرسن اپنی لڑکیوں سمیت ستمبر ۱۷۸۹ء میں پیرس سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا اور ۲۳ دسمبر کو مانٹی سیلو پہنچ گیا۔

مارتھا نے بعد میں لکھا تھا۔ "ہماری گاڑی کے ساڈویل پہنچنے کی اطلاع نیگرو عوام کو مل چکی تھی اور ایسا منظر میں نے زندگی بھر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا" غلاموں نے جیفرسن کی گاڑی پہنچتے ہی فلک شگاف نعرہ بلند کیا اور بگھی کے گھوڑے کھول کر الگ کر دیئے اور اس پتھریلی سڑک پر خود گاڑی کو کھینچتے ہوئے گھر کے دروازے تک لے گئے۔

اب جیفرسن ۴۷ برس کی عمر کو پہنچ چکا تھا اور کرۂ ارض میں دو جگہوں پر پبلک زندگی کا تجربہ حاصل کر چکا تھا۔ لیکن دنیا کے لوگ اور اس کے ہم وطن اُسے ابھی یہ اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھے کہ وہ چپ چاپ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرے اور چین اور آرام کی گھریلو زندگی بسر کر سکے۔ پریذیڈنٹ جارج واشنگٹن نے اُسے واپس کام پر طلب کر کے اپنے اس ارادے کا اعلان کر دیا کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی سرگرمی جان جے کی جگہ جیفرسن سنبھالے گا۔ لہٰذا جیفرسن کو ایک بار پھر گاؤں کی زندگی کے آرام کو خیرباد کہنا پڑا اور دوبارہ سیاسی زندگی کی گھما گھمی میں کودنا پڑا جس سے اُس کے کردار کے ایک پہلو کو چڑ تھی لیکن اُس کی شخصیت کے دوسرے پہلو کو یہ زندگی اچھی

جانب کھنچتی تھی۔ تاہم جیفرسن کو اس وقت اور بہت سی باتوں کے بارے میں سوچنا تھا۔

۲۳ فروری ۱۷۹۰ء میں جب مارتھا جیفرسن اٹھارہ برس کی ہو چکی تھی اور اس کی شادی تھامس مان اینڈ ولف جونیئر سے ہو گئی۔ جیفرسن اس شادی سے بہت خوش تھا اور اُسے اپنے داماد پر بہت فخر تھا کیونکہ وہ اُس کی طرح ایک شریف اور پُر امن کسان تھا۔

شادی کی رسم ادا ہونے کے بعد جیفرسن آزاد ہو گیا تھا کہ نیو یارک جائے اور سیکریٹری کے فرائض سر انجام دے۔ نیو یارک جاتے ہوئے جیفرسن راستے میں معمر اور بیمار بنجامن فرینکلن کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے فلیڈیلفیا رک گیا۔ جیفرسن نے بنجامن سے ملنے کے بعد لکھا تھا: "حال ہی میں اپنے ملک سے میری واپسی نے اُس کی اس تشویش کو از سر نو زندہ کر دیا ہے کہ وہاں جو اُس کے دوست تھے۔ انھوں نے وہاں کی سیاست میں کیا حصہ لیا ہے۔ کس راستے پر گامزن رہے ہیں اور ان کا انجام کیا ہوا ہے۔ اُس نے اس رفتار اور شدت سے تمام باتوں کا جائزہ لیا جس کی اجازت اس کی صحت نہیں دیتی تھی۔" اور اس ملاقات کے ٹھیک ایک ماہ بعد بنجامن فرینکلن کی وفات ہو گئی۔

جب جیفرسن نے پریذیڈنٹ واشنگٹن کی مشاورت کی میز پر پہنچ کر کرسی سنبھالی تو اُس نے دیکھا کہ کابینہ کے تین ممبر وہاں پہلے ہی سے موجود تھے۔ اُن ممبروں کے عہدے اور نام یہ ہیں۔ الیگزینڈر ہیملٹن — خزانے کا سیکریٹری ہنری ناکس — محکمۂ جنگ کا سیکریٹری، اور ایڈمنڈ اینڈ ولف — اٹارنی جنرل۔ ان تینوں حضرات اور نیو یارک کی دیگر اہم شخصیتوں نے جس طرح جیفرسن کا خیر مقدم کیا تھا۔ اسکے بارے میں جیفرسن نے لکھا ہے —

"پریذیڈنٹ نے بڑے تپاک سے مجھے خوش آمدید کہا تھا۔ اور میرے ساتھیوں

اور ممتاز شہریوں نے بھی خوشی خوشی میرا خیر مقدم کیا تھا لیکن کونسل کی میز پر بیٹھ کر جو گفتگو ہوئی تھی اُس پر اپنی حیرت اور کوفت کو میں بیان نہیں کرسکتا۔ زیادہ تر سیاسی موضوعات پر ہی گفتگو رہی اور جمہوری نظام حکومت پر شہنشاہی نظام حکومت کی ترجیح سب کا دلپسند موضوع نظر آتا تھا۔ نہ میں مذہب سے انحراف کرسکتا تھا نہ میں گندم نما جو فروشی کا مظاہرہ۔ میں نے محسوس کیا کہ بسا اوقات جمہوری نظام حکومت کا حامی صرف میں ہی رہ جاتا ہوں۔

جن لوگوں کا دولت، جائداد اور رتبے پر اجارہ تھا وہ صرف ری پبلکن نظام ہی نہیں بلکہ خود جمہوریت کے خلاف پروپیگنڈے کو ہوا دے رہے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ محنت کش کسانوں نے نبرد آزمائی اور دوسرے طریقوں سے انقلاب کی حمایت کرکے مساوات کے جن رجحانات کو بروئے کار لایا تھا وہ رجحانات اب شہر کے رہنے والے طبقے کے مغرورہ آداب کے تلے دبتے جا رہے تھے اور ان شہریوں کو اب صرف بڑھتی ہوئی دولت، بنکوں اور مرکزی طاقت پر ہی اعتماد تھا۔ اُمور عامہ میں جو غلیظ رجحانات پیدا ہوگئے تھے اُن سے جیفرسن کے دل کو بہت دُکھ ہوا۔ اُس کا خیال تھا کہ اُسکے منظورِ نظر زراعتی تصورات پر خالص تجارتی تصورات غلبہ پارہے ہیں نیز یہ کہ تجارت پیشہ شمالی علاقہ کاشتکاروں کے جنوبی علاقے کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا تھا۔ اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر بعد از جنگ کی ری پبلک کو جمہوریت کی بجائے چند سری حکومت بننے سے روکنا مقصود ہے تو اس کے لئے بہت جدوجہد کرنی پڑے گی۔

اور جیفرسن کو سیاسی زندگی پر جس قدر اعتراضات تھے اس وقت اُن سب کا مرکز الیگزنڈر ہیملٹن تھا۔ لیکن سیاستدان ہیملٹن کو چاہے جیفرسن کتنا ہی ناپسند کرتا تھا۔ بہ طور انسان وہ ہیملٹن کا دوست رہا۔

جیفرسن نے دیکھا کہ امریکہ کی نوجوان قوم ہیملٹن کی اُن مالی چالوں میں بری طرح

پھنس کے رہ گئی ہے۔ جن کا مجموعہ فراہمی سرمایہ کا بل تھا۔ ہملٹن کی یہ دوسری ایسی حرکت تھی جس نے جیفرسن کو بہت سخت شکست کھینے پر مجبور کیا تھا۔ اس بل میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ریاستوں کے جنگ انقلاب کے جو قرضے ہیں ان کی ذمہ داری اور مختاری مرکزی خزانے کو سنبھال لینی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مرکزی خزانہ مختارِ کل ہو جائے۔ اس سوال پر کانگریس میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے اور یہی وہ پہلا موقع تھا کہ مرکزی حکومت سے مکمل علیحدگی کا لفظ سنا گیا تھا۔ ہیملٹن کو اپنے مخالفوں کی طاقت کو تسلیم کرنا پڑا اور پاٹمک سے نیچے کے علاقے میں جیفرسن کے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے اس نے اس مخالفت کو توڑنا چاہا۔ ایسا کرنے کے لئے اس نے سب سے پرانی سیاسی حکمت عملی "سمجھوتہ" پر عمل کیا۔ جیفرسن اس بات پر تیار ہو گیا کہ "ملک کی ایکتا کو ختم ہونے سے بچانے کے لئے جز وی اور عارضی برائیوں کو برداشت کر لینا چاہیئے"۔ باقی جو کچھ ہوا اس کے متعلق جیفرسن کی تحریر بہت کچھ بتاتی ہے اس نے لکھا تھا:۔

"پہلے بھی ایسی تجویزیں پیش کی گئی تھیں کہ حکومت کا مرکز فلاڈیلفیا یا پاٹمک میں جارج ٹاؤن کو بنایا جائے اور یہ خیال کیا گیا تھا کہ دس برس تک فلاڈیلفیا کو اور بعد ازاں مستقل طور پر جارج ٹاؤن کو حکومت کا مرکز بنانے سے ممکن ہے کہ کچھ تسلی بخش صورت پیدا ہو سکے۔ اور کچھ حد تک وہ طوفان بھی ٹھنڈا پڑ جائے جو بصورت دیگر بپا ہو سکتا ہے"

اس طرح مرکز کو مختارِ کل بنانے کی تجویز نے عملی جامہ پہنا۔

بعد ازاں جیفرسن نے لکھا تھا:۔ "کانگریس کے ایک اچھے خاصے ایمان دار گروہ میں ابھی سے ایک ایسی تقسیم نمایاں ہو چکی ہے جو کہ بہت زیادہ غیر دلچسپ نہیں ہے"۔ ان دو پارٹیوں میں ایک اپنے آپ کو ری پبلکن یا حامیانِ جمہور کہتی ہے اور دوسری فیڈرل یا مضبوط نظام حکومت کی حامی۔

پہلے دو منصوبوں کی طرح ہملٹن نے ایک تیسرا پلان بھی اسی نوعیت کا تیار کیا تھا

جس سے امراء اور تجارت پیشہ طبقات نوجوان امریکی حکومت کی مدد پہ تیار ہو سکیں۔ اس پلان میں ایک ایسے فیڈرل بنک کے تشکیل کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ بنک کے ہر حصے کی قیمت چار سو ڈالر تھی۔ ان میں سے بیس فیصدی حصوں کی خریداری حکومت کو کرنا تھی اور باقی کی پبلک کو۔ یہ بل فوراً ہی منظور ہو گیا اور پریذیڈنٹ جارج واشنگٹن نے اس پر دستخط کر دیئے۔

اس علم کی بہتر معلومات کی بدولت جسے معاشیات کا نام دیا جاتا ہے۔ شروع شروع میں ہیملٹن جیفرسن سے بدیں وجہ بازی لے جاتا تھا کہ وہ حکومت سے بیک وقت ایک سیاسی اور اقتصادی ادارے کا کام لیتا تھا۔ مثال کے طور پر حقوق کے بل پر جو آئین امریکہ میں بہ طور ضمیمہ شامل ہوئے عمل درآمد کرتے وقت جیفرسن کی اس تجویز کو نظر انداز کر دیا گیا جو اجارہ داریوں کے خلاف تھی۔ پریذیڈنٹ واشنگٹن جیفرسن کی بجائے ہیملٹن کی رائے کو زیادہ مانتا تھا لیکن اس کی انتہائی کوشش یہی ہوتی تھی کہ اس کی کابینہ کے ان دو ذہین ترین ممبران کی بحث میں نرمی اور شائستگی کا دامن نہ چھوٹے۔

سو مربع میل کے احاطہ کے اندر ضلع کولمبیا کی تشکیل کرنے کے لئے جو کمیشن قائم کیا گیا تھا اس میں آزاد نیگرو بنجامن بینیکر بھی اسسٹنٹ کی حیثیت سے مقرر کئے گئے تھے بنجامن بینیکر نے اگرچہ رسمی تعلیم بھی نہ پائی تھی تاہم وہ ایک اچھے ریاضی داں اور نجومی تھے۔ اسی ادارے میں میجر پائرے چارلس ایل انیفنٹ بھی ملازم تھا جس نے فیڈرل سٹی کا نقشہ تیار کیا تھا اور بعد میں اسی شہر کا نام واشنگٹن رکھ دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بینیکر کا دوست اینڈریو ایلی کوٹ بھی اسی کمیشن میں ملازم تھا اینڈریو ایلی کوٹ جنگ انقلاب میں فوجی انجینئر تھا۔ جیفرسن نے یورپ کے قیام کے دوران میں بے شمار شہروں کے جو نقشے اور خاکے اکٹھے کئے تھے وہ اس نے ایل انیفنٹ کو مستعار دے دیئے۔ میجر ایل انیفنٹ جہاں تک اس سے ممکن ہو سکتا تھا جیفرسن کی صلاح کو مان لیتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ واشنگٹن شہر کو بعد ازاں ان الفاظ میں بیان کیا گیا تھا کہ یہ فیلڈلفیا ہے جسے ورسائی پار

منتقل کر دیا گیا۔ ۱۷۹۲ء میں جیفرسن نے کمیشن کے باقی ممبران کو لکھ بھیجا کہ میجر ایل اینفنٹ کو مزید عرصہ کے لئے ملازم رکھنا ناممکن العمل ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا ایلی کوٹ نے شہر کا نقشہ تیار کیا جس میں اُس نے کچھ باتیں ایل اینفنٹ کے نقشے سے لے لی تھیں لیکن باقی سارا سامان اپنی مرضی کے مطابق استعمال کیا تھا اور واشنگٹن کو دنیا کے چند خوبصورت شہروں کے مقابلے کا شہر بنانے کے لئے ایل اینفنٹ، ایلی کوٹ اور جیفرسن نے جو مشترکہ کام کیا تھا اسکی داد شہر کی تکمیل کے کئی برسوں بعد ملی تھی۔

نیویارک میں جو فیصلہ ہوا تھا اس کے مطابق سنہ ۱۷۹۰ء میں فلیڈیلفیا کو حکومت کا مرکز بنا دیا گیا۔ فلیڈیلفیا میں قیام کرنے سے پہلے جیفرسن کچھ روز کے لئے مانٹی سیلو چلا گیا تھا اور اس بار کے جنوبی دورے پر جیمز میڈیسن بھی اُس کے ہمراہ تھا۔ جیفرسن اور جیمز میڈیسن کی دوستی بہت گہری ہوتی جا رہی تھی۔ مانٹی سیلو پہ قیام کے دوران میں جیفرسن نے زمین کے معاملات اور گھر کے اردگرد مرمت وغیرہ کے کام کی دیکھ بھال کی۔ تمباکو کی کھیتی باڑی کے خلاف جیفرسن کا ردِ عمل بڑھتا جا رہا تھا۔ اُسے پورا یقین تھا کہ یہ ریاستہ غریبی کی طرف لے جائے گا۔ تمباکو کی جگہ جیفرسن اناج اور ریشے کی پیداوار پہ زور دیتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ تن تنہا پہاڑی علاقے کے چاول کی فصل پیدا کرنے کا تجربہ بھی کرتا رہا۔

نومبر ۱۷۹۰ء میں فلیڈیلفیا واپس آکر جیفرسن کو ایک مکان تلاش کرنا پڑا۔ اور اُسے مکان ایسا درکار تھا جو اس کی تمام تر ضروریات کو بالتفصیل پورا کرتا ہو۔ اُس نے ٹھیکیداروں کو خط میں لکھا تھا: "مجھے اپنے پانچ گھوڑوں کے لئے اصطبل درکار ہیں اور تین بگیوں کے لئے جگہ چاہیئے" اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا تھا "باہر گلی کے دروازے پر کاہل اور سست ملازموں کے آرام کے لئے کوئی جگہ نہیں چاہیئے"۔

ریاست ہائے متحدہ کے صدر کی حیثیت سے جیفرسن پر اکثر و بیشتر یہ الزام عائد ہوتا تھا کہ وہ لباس کے معاملے میں بالکل بے پرواہ ہے اور اُسے رسم و رواج کا مطلق خیال

نہیں ہے۔ لیکن ایک بات طے شدہ ہے کہ اس موقع پر جیفرسن اپنے گھر یا اپنی ذات کے بارے میں قطعاً بے سلیقہ نہ تھا۔ باغ والا کمرہ اس نے اپنے مطالعے کے لئے تعمیر کرایا تھا اُس نے ٹھیکیدار کو لکھا تھا کہ اس کمرے میں روشن دان اور تابدان تو ہوں۔ لیکن کمرے کے پہلو میں کھڑکیاں نہ ہوں۔ جیفرسن نے مکان کی تعمیر سے متعلق سب ضروری ہدایات لکھ بھیجی تھیں لیکن جب وہ ورجینا سے واپس لوٹا تو اُس نے دیکھا کہ "ایک کھڑکی گھر کے اس طرف ہے ایک اُس طرف' نہ کوئی روشندان ہے نہ تابدان' اور ان کھڑکیوں کے درمیان شہتیر لگے ہوئے ہیں"۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کچھ باتیں ابدی صورت میں صدیوں سے چلی آ رہی ہیں اور وہ بغیر کسی تغیر کے اسی طرح دوبارہ ظہور پذیر ہوتی رہیں گی۔ لیکن فیلاڈیلفیا کے اس نئے گھر کے تمام آرام و آسائش بھی اُس کے احساس تنہائی کو کم نہ کر سکے اور اس نے اس تنہائی سے نجات پانے کے لئے جیمز میڈیسن کو مدعو کیا۔ اُس نے جیمز میڈیسن کو خط میں لکھا تھا:۔

"یہاں میرے پاس چلے آؤ۔ یہیں رہو اور میرے ساتھ ہی کھانا کھاؤ۔ میرے پاس چار کمرے ہیں اور تمھیں جو کمرہ پسند ہو اُسے تمھاری خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔"

جیفرسن نے جیمز مارو کو بھی خط لکھا تھا کہ وہ بھی چلا آئے۔

جیفرسن اپنی دونوں لڑکیوں کو بلا ناغہ خط لکھتا تھا۔ مار تھا تو فوراً ہی اُس کے خط کا جواب دے دیتی تھی لیکن پالی یا تو بالکل ہی جواب نہ دیتی تھی یا جواب میں اُن سوالات کا جواب نظر انداز کر جایا کرتی تھی جو جیفرسن بڑے شوق سے پوچھتا تھا۔

۱۷۹۱ء کے موسم بہار میں ایڈمنڈ برگ نے انگلینڈ سے ایک کتابچہ بعنوان "فرانس کی بغاوت کے تاثرات" شائع کیا۔ اس میں ایڈمنڈ برگ نے فرانس کے امراء اور روساء کے غیر یقینی حالات کا رونا رویا تھا۔ تھامس پین نے "انسان کے حقوق"

کے عنوان سے ایک منہ توڑ جوابی کتاب شائع کی۔ اس کتاب نے کرۂ ارض کے دونوں خطوں میں سنسنی سی پھیلا دی۔ جیفرسن نے فوراً پین کو خط لکھا کہ تمہاری کتاب یہاں بڑے جوش و خروش اور ذوق و شوق سے پڑھی گئی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ عوام اپنے جمہوری نظریئے اور عقیدے میں یہاں اس طبقے کی امیدوں اور توقعات کے خلاف ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ جن کا یہاں نام زیادہ اور تعداد کم ہے۔"

جب اس امریکی کتابچے پر جیفرسن کی اس رائے کو یہ ظاہر کرنے کے لئے شائع کر دیا گیا کہ جیفرسن اس کتاب کے نظریات سے متفق ہے تو ایک اخبار نے طوفان کھڑا کر دیا اور جیفرسن پریذیڈنٹ واشنگٹن کو ایک وضاحتی خط لکھنے پر مجبور ہو گیا۔ جس میں اس نے لکھا تھا: "میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے شہنشاہی نظام کے خلاف اپنی رائے کو کبھی راز بنا کر نہیں رکھا لیکن اس طرح منظر عام پر گھسیٹے جانے سے مجھے حقیقی طور پر دکھ ہوا ہے۔"

اس نے جان ایڈمز کو بھی ایک ایسا ہی وضاحتی خط لکھا تھا۔ اور جان ایڈمز نے اس خط کا جواب ایک سرد مہر نرمی سے دیا تھا اور اس طرح دونوں کے درمیان جو خلیج حائل ہو گئی تھی وہ جیفرسن اور جان ایڈمز کے بڑھاپے تک بھی پر نہ ہو سکی تھی۔

نیو یارک سے فلیڈلفیا میں حکومت کے تبادلے کے فوراً ہی بعد جیفرسن نے جہازراں اور انقلابی فوج کے سابق کپتان فلپ فرینو کو سٹیٹ ڈپارٹمنٹ میں مترجم کلرک کی حیثیت سے ملازم رکھ لیا۔ فرینو نے نیشنل گزٹ نام کا ایک اخبار نکالا جس میں اس نے اس خوش اسلوبی اور مزاحیہ انداز میں فیڈرلسٹوں پر کڑی نکتہ چینی اور جمہوری اصولوں کی تعریف کی کہ اس کے پرچے کے مداح اور خریدار بھی بہت سے لوگ بنے اور کٹر دشمن بھی کثیر تعداد میں۔ اس کے ساتھ ساتھ مخالفوں نے جیفرسن پر بھی یہ الزام لگایا کہ اس نے فرینو کو سرکاری تنخواہ دیکر اسے اخبار نکالنے میں مدد دی ہے۔ اس کے جواب میں فیڈرلسٹ پارٹی کے اخبار گزٹ

آف دی یونائیٹڈ سٹیٹس نے جان فینو کے زیر ادارت جمہوری عقیدے اور اصولوں پر کڑی نکتہ چینی کی اور کہا کہ عوامی حکومت کا دوسرا نام تخریب اور بد نظمی ہے۔

جیفرسن، میڈیسن ٹائمز اور ہنری کانی جوان دنوں ورجینیا کا گورنر تھا ایک عرصہ سے فینو کے اخبار کا نعم البدل پیش کرنے کے لئے ایک ایسا اخبار اپنے ہاتھ میں لینے کی سوچ رہے تھے جو ہر طرح سے "آزاد اخبار" ہو۔ فرینو کا اخبار ہاتھوں ہاتھ جا رہا تھا اور اکثر دوسرے اخباروں میں اس کے اخبار سے اقتباس شائع کئے جا رہے تھے۔ سی سپی دریا اور بحر اوقیانوس کے درمیان بسی ہوئی چھوٹی سی قوم کے گوشے گوشے میں اس اخبار کا اثر ظاہر ہونے لگا تھا پہلے پہل عوام کی خود مختاری سے متعلق فرینو کے مبہم مضمونوں اور ایسے ہی موضوعات پر اس کے دیگر مضامین نے کوئی خاص مخالفت نہ پیدا کی تھی لیکن جب اس نے دوسروں کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھانے والوں کے طریقہ کار کو برا کہا اور عوام کو غلام بنانے کی سازش کے خلاف "زبردست تنبیہ" کی تو اس زمانے کے سیاسی اور سماجی امرائے اسے برہمی کی نظروں سے دیکھنے لگے جارج واشنگٹن اور جان ایڈمز حتیٰ کہ ایلیگزنڈر ہیملٹن کے دوستوں نے بھی کہنا شروع کیا کہ بغاوت جنم لے رہی ہے اور ان لوگوں کو پورا یقین تھا کہ جیفرسن ہی اس بغاوت کا جنم داتا ہے۔

ہیملٹن کو مجبوراً یہ چال چلنا پڑی کہ فینو کے اخبار میں فرضی نام سے مضمون لکھے جائیں اور زیادہ تر جیفرسن ہی اس کے قلم کا نشانہ بنتا تھا۔ ہیملٹن یہ کہتا تھا کہ جیفرسن پہلے ہی آئین کا مخالف ہے اور اس میں دغا اور عزت کی بھی کمی ہے۔ اپنی کابینہ کے دو ممتاز ممبروں کی اس جھڑپ سے واشنگٹن بہت گھبرایا اور اس نے ذاتی طور پر مداخلت کی اور دونوں سے امن اور یکجہتی قائم کرنے کی درخواست کی لیکن دونوں کا جواب واشنگٹن کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔ جیفرسن نے اپنے جواب میں جو کچھ لکھا تھا اس کے اس مندرجہ ذیل اقتباس کا کئی بار حوالہ دیا جاتا ہے۔

"نکتہ چینیوں کے بغیر کسی حکومت کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا اور جہاں پریس کی آزادی ہو وہاں حکومت پر ضرور تنقید کی جائے گی۔ اگر حکومت سچائی اور خوبیوں کی حامل ہے تو اسے تنقید اور جواز کے آزادانہ عمل سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

فیلیڈلفیا کے اندر پہلے بخار کی وبا پھیلی تو بالآخر یہ اخبار بند ہو گیا۔ جیفرسن ہمیشہ یہی کہتا تھا کہ یہ فرینو کی تحریریں ہی تھیں جنھوں نے امریکہ میں "شہنشائیت" اور عوامی دفاتر سے غیر جمہوری شان و شوکت کو ختم کیا۔ اخبار بند ہونے کے بعد فرینو اگرچہ اپنی زمین کی کاشتکاری کے کام میں مصروف ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی تحریروں کے خلاف فیڈرلسٹوں کی نفرت ختم نہ ہو سکی اور اس نفرت کا ثبوت بعد میں ایلین اور سیڈیشن ایکٹ سے مل گیا۔ اس ایکٹ نے اور باتوں کے علاوہ امریکہ میں اظہار خیال اور پریس کی آزادی کو بالکل ختم کر دیا۔ فرینو پر پابندیاں عائد کرنا تو ان قوانین کا مطلب تھا ہی لیکن ان کے پس منظر میں جیفرسن پر بھی حملہ مقصود تھا۔

ادھر فلیڈلفیا میں یہ سب کچھ ہو رہا تھا ادھر جیفرسن کو فرانس میں اپنے پرانے دوستوں کی نقل و حرکت کے بارے میں اطلاعات مل رہی تھیں۔ اُسے پتہ چلا تھا کہ اس دن پیرس میں کھانے کی دعوت پر لیفائیٹ کے ساتھ جو لوگ آئے تھے، فرانس کی سیاسی زندگی اب مکمل طور پر ان کے ہاتھ میں تھی۔ لیفائیٹ نے جب یہ دیکھ لیا کہ وہ فوج کو شاہِ فرانس کی اطاعات سے بچانے پر آمادہ نہیں کر سکتا تو وہ فرانس چھوڑ کر نیدرلینڈ بھاگ گیا تھا وہاں اُسے آسٹریا کی حکومت نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

۱۷۹۳ء میں پہلے تو لوئس سولہویں اور اس کے بعد ماری انٹونیٹ کے خاتمے نے بڑے قیامت خیز اثرات پیدا کر دیئے تھے۔ ہر فرانسیسی یا آزادی مانگنے والے ہر فریق کے خلاف انگلستان میں گہرا ردِ عمل ظاہر ہو رہا تھا اور اس ردِ عمل کا اثر امریکہ کے ان حصوں میں بھی محسوس ہونے لگا تھا جہاں اوپر کے درجے کے طبقات سے انگلستان کا ایک گہرا سماجی تعلق قائم تھا

جب فروری ۱۷۹۳ء میں انگلستان اور فرانس کی نئی جمہوریت نے ایک دوسرے سے اعلان جنگ کر دیا تو امریکہ میں صاحب ثروت طبقے نے انگلستان کی طرفداری کی اور باقی عوام ایک ہو کر بڑے جوش و خروش سے فرانس کی حمایت کر رہے تھے اس واقعہ سے جیفرسن اور ہیملٹن کے نظریات میں نئے اور وسیع اختلافات پیدا ہو گئے۔

۱۷۹۳ء میں انقلابی فرانس کے نوجوان سفیر ایڈمنڈ سی۔ جینٹ جنوبی کیرولینیا کی چارلسٹن بندرگاہ پر اترا اور جب بے پناہ ہجوم اس کا سواگت کرنے کے لئے جمع ہو گیا تھا۔ اس نے اعزاز کے جواب میں بڑی خوش اسلوبی اور تعظیم سے ذرا سا جھک گیا۔ فرانس کے اس نئے سفیر کے لئے امریکی عوام کے جوش و خروش کو دیکھ کر فیڈرسٹوں کی صفوں کے اندر ایک اضطراب اور خوف و ہراس پیدا ہو گیا۔

جینٹ نے یہ اعلان کیا کہ فرانس اور امریکہ کے درمیان جو معاہدے فرینکلن کے ذریعے سے ہوئے تھے وہ اب بھی قائم ہیں۔ اس نے کہا کہ امریکہ کے لئے اب وقت آ گیا ہے کہ فرانس کے ذمے اس کا جو قرضہ ہے اسے چکا دے۔ اور یہ قرضہ چکانے کی ایک سب سے ادنی صورت یہ ہے کہ فرانسیسی سمندری جہازوں کو امریکی بندرگاہیں استعمال کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ الیگزنڈر ہیملٹن نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا تھا کہ اب جبکہ فرانس کے شہنشاہ کی موت ہو چکی ہے اور اس کی گدی ختم کر دی گئی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تمام معاہدوں کو عارضی اور وقتی طور پر معطل نہ سمجھا جائے؟

جیفرسن نے یہ دعوی کیا کہ زیر بحث معاہدے فرانسیسی قوم کے ساتھ کئے گئے تھے لہذا وہ ہر لحاظ سے قائم ہیں۔ سیکرٹری آف سٹیٹ کی حیثیت میں جیفرسن کو آئے دن ایسے واقعات کی رپورٹ سے دوچار ہونا پڑتا تھا کہ غیر جانبداری کے اصولوں کو توڑا گیا ہے یہ اطلاعات دونوں طرف سے آتی تھیں۔ ایک طرف تو جیفرسن کو "ہنری" جینٹ ان الزامات کی اطلاع دے رہا تھا اور دوسری طرف فیڈرسٹ لوگ جیفرسن پر الزامات کی بوچھاڑ

کر رہے تھے پہلے پہل تو جیفرسن اور جینٹ کی خط و کتابت میں کافی جوش و خروش رہا لیکن رفتہ رفتہ یہ جوش و خروش مدھم پڑ گیا۔

الیگزنڈر ہیملٹن نے ایک رپورٹ پیش کی تھی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پریذیڈنٹ واشنگٹن کو قطعاً نظر انداز کر کے جینٹ نے امریکی عوام سے مدد اور تعاون کی درخواست کرنے کی دھمکی دی ہے کیونکہ فلیڈلفیا پہنچنے پر پریذیڈنٹ واشنگٹن نے کسی خاص گرم جوشی سے جینٹ کا سواگت نہیں کیا۔ جینٹ نے اس بات کی تردید کی لیکن ہیملٹن کی اس رپورٹ سے جینٹ کی مقبولیت بہت کم ہو گئی۔

اگر جیفرسن کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ فرانسیسی حکومت کی ہدایات کے مطابق فرانسیسی سفیر مسی سپی کی وادی اور دریائی دہانے کے علاقے میں کسی سازش کو ہوا دے رہا ہے تو ممکن تھا کہ جیفرسن اس کے ساتھ کوئی صلح کن سمجھوتہ کر لیتا۔ جیفرسن کے نزدیک مسی سپی کا علاقہ ایک معتبر کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور اس نے اپنے دل میں اس علاقے کو پہلے ہی سے امریکہ کا حصہ تصور کر لیا تھا۔ اس نے بہت پہلے سے یہ سوچ لیا تھا کہ دریا کے اس پار بحر الکاہل تک کا تمام علاقہ ایک نہ ایک دن امریکہ کی سرحد میں شمار کیا جائے گا۔ اس وقت ذرا جیفرسن کے جذبات کا اندازہ لگائیے جب اس نے یہ محسوس کیا ہو گا کہ انقلابی فرانس مغربی علاقے میں برطانیہ سے بھی بڑھ کر خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔

جینٹ نے فلیڈلفیا سے لکھا کہ اب میں کینیڈا کے باشندوں کو اس بات پر کسا رہا ہوں کہ وہ انگلستان کی غلامی کے طوق کو اتار کر پھینکیں میں کینٹکی کے لوگوں کو مسلح کر رہا ہوں اور ایک ایسی سمندری مہم کی تیاری کر رہا ہوں جو نیو آرلینز پر حملہ کرنے میں ان کی مدد کرے گی۔ یہ کارروائیاں ۱۷۹۳ء کے موسم گرما میں جاری تھیں اور اسی موسم میں جیکوبنز نے فرانس میں گراند وسٹس کا تختہ الٹ دیا۔ موسم خزاں آنے تک جیفرسن جینٹ سے اس بنا پر بری طرح برہم ہو گیا کہ وہ امریکی بندرگاہوں پر غیر سرکاری مسلح جہازوں کا کاروبار کر رہا ہے اور کسی کو خاطر

میں نہیں لاتا۔

پریزیڈنٹ واشنگٹن نے جس خاموشی سے جینٹ کا استقبال کیا تھا اب اس کا اثر فرانسیسی میں ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور جینٹ کو وہاں سے ایک سرکاری وارننگ مل گئی تھی کہ فرانس کے حق میں کارآمد لوگوں کو اپنا مخالف بنانے سے پہلے وہ اپنے ہر عمل اور ہر قدم کے بارے میں محتاط ہو جائے۔ یہ جینٹ نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ اب اس کا اثر کم ہونا شروع ہو چکا ہے شہری جینٹ کے برتاؤ اور رویئے کو سلجھانے میں جب جیفرسن بہت پریشان ہو گیا تھا تو اس نے اعلان کر دیا کہ وہ حکومت سے علیحدہ ہو رہا ہے شہری جینٹ کو سمجھانا اب بہت مشکل ہو چکا تھا۔ آخر کار سمندری جہاز "لٹل سارہ" کا مسئلہ پیدا ہو گیا یہ فرانس کا گرفتار شدہ جہاز تھا اور اب اسے ایک غیر سرکاری مسلح جہاز بنا دیا گیا تھا۔ سوال یہ پیدا ہو گیا تھا کہ کیا غیر جانبداری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس جہاز کو سمندری سفر پر بھیج دیا جائے۔ اور لٹل سارہ نے بغیر کسی اطلاع کے سفر کا آغاز کر دیا۔ لہذا امریکہ کی حکومت نے فیصلہ کر لیا کہ فرانس کی حکومت سے جینٹ کو واپس بلانے کے لئے کہا جائے۔

اب جینٹ کی پوزیشن نازک ہو گئی۔ فرانس میں پبلک سیفٹی کی کمیٹی نے اس کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ جینٹ نیویارک چلا آیا۔ اور امریکہ کا شہری بن گیا اس کے بعد امریکہ کی سماجی زندگی اور سائنسی تحقیق میں اس نے جو دلچسپی دکھائی اس کا اسے بھرپور اعزاز ملا اپنی موت سے پہلے وہ ایک نامور اور معزز شخص بن چکا تھا۔

ساتواں باب

نائب صدر

جینٹ نے جو اصطلاحیں ایسی چھوڑیں جن کا امریکہ کے سیاسی مباحثوں پر گہرا اثر پڑا یہ اصطلاحیں تھیں "جمہوری" اور سرمایہ دار۔ ان اصطلاحوں کا جواب حامیان وفاق نے "جیکوبن"

اور "مساواتی" سے دیا یہ دونوں ہی اصطلاحیں سیاسی حقارت کی مظہر تھیں اور جیفرسن کے حامیوں کو اپنی سیاسی سرگرمیوں کے موڑ پر ان القاب کا سامنا ہو جاتا تھا۔

جیفرسن ابھی تک جمہوریت ہی کا حامی تھا اور اُسے بادشاہوں، پادریوں اور امرائے سے نفرت محض تھی۔ اس کا اب بھی یہی خیال تھا کہ صرف کاشتکار طبقہ ہی ایسا طبقہ ہے جو دولت پیدا کرتا ہے۔ اور اسے اب بھی شہروں کے کاریگروں اور دستکاروں پر بھروسہ نہ تھا۔ اب امریکی عوام میں جمہوریت کا جذبہ جڑ پکڑ چکا تھا اور پروان چڑھ رہا تھا۔ جیفرسن اپنے عوام سے بھی سبق لے رہا تھا اور آئروں بر سے، اپیسن اور فرینو جیسے اساتذہ سے بھی۔

دسمبر ۱۷۹۳ء میں جیفرسن نے صدر واشنگٹن کو اپنا استعفیٰ رسمی طور پر پیش کر دیا۔ اس نے لکھا تھا: "میں ریٹائر ہوتے وقت آپ کی بہت سی خوبیوں کا احساس اپنے ساتھ لے چلا ہوں۔" اس کے جواب میں واشنگٹن نے اس کی دیانتداری اور اوصاف حمیدہ کی تعریف کی جن کی تجربے نے پوری پوری تائید کی تھی۔ ۱۷۹۴ء کے سال نو کے آغاز کے کچھ ہی بعد جیفرسن واپس مانٹی سیلو آ گیا۔ اس نے اپنے آپ کو مبارکباد دی کہ دس سال کی شدید جد و جہد کے بعد آخر کار وہ سیاسی زندگی کو خیر باد کہنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اپنی زمینوں اور پیداوار کا کچھ دیر جائزہ لینے کے بعد اس نے پریزیڈنٹ واشنگٹن کو ایک بہت ہی دکھ بھرا خط لکھا۔ اس نے لکھا تھا: "دس سال کی طویل غیر حاضری کے بعد ...... حضرات کی دراز دستیوں نے میری زمین کو اس حد تک خراب اور تباہ حال کر دیا ہے کہ میں اس کا اندازہ تک نہیں کر سکتا۔" جیفرسن کی بوئی ہوئی زمین کی تباہی کی دو بہت بڑی وجوہ تھیں ایک نا اہل، اور سیروں کی غلط ہدایات پر کام کرنے والے لاپرواہ غلام دوسرے پیسے کے لئے فصل پیدا کرنے کا طریقہ جس سے نہ اچھی فصل ہی پیدا ہو سکتی تھی اور نہ اچھی رقم۔

جیفرسن اپنی بیٹیوں کو اپنے قریب پا کر بیحد خوش تھا اور جب وہ کسانوں کا کوٹ پہن کر اپنے باغات، میووں کے درختوں اور گھر کی دیکھ بھال کا کام کیا کرتا تھا تو اس کی خوشی کا پیمانہ واقعی چھلک جاتا تھا۔ جیفرسن نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے گھر کی از سر نو تشکیل کرے گا۔ گھر بھی

زمین کو علاوہ جیفرسن کے پاس یہ تھا کہ زمین پر فصلوں کو اول بدل کر دیا جائے۔ لیکن پھر بھی اپنی زمینوں کو منافع بخش پیداوار کے قابل بنانے کے لیے جیفرسن کو کم از کم تین یا چار برس درکار تھے لہٰذا کچھ فوری رقم کمانے کے لئے اس نے صنعت کے خلاف خود اپنے ہی خیالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کیل بنانے کا کارخانہ کھول دیا۔ اور فیکٹری کے کھلنے کے پہلے ہی دن سے اسے منافع ملنا شروع ہو گیا ۱۷۹۵ء تک جیفرسن نے اپنی محنت کا خوب خوب پھل پایا۔

مانٹی سیلو کی پُر امن قصباتی زندگی میں رہتے ہوئے جیفرسن کو ابھی تین برس بھی نہ ہو پائے تھے کہ اسے امریکہ کا نائب صدر بننے کی پیش کش کی گئی اور یہ پیشکش اس نے فوراً قبول کر لی واشنگٹن صدارت کے عہدے سے سبکدوش ہو رہا تھا اور اس بات کا امکان تھا کہ جیفرسن کو عوام کا جو اعتماد حاصل ہے اس کی مدد کے بغیر ممکن ہے کہ نو عمر امریکی جمہوریت کے پاؤں اکھڑ جائیں الیگزینڈر ہیملٹن بھی حکومت سے علیحدہ ہو رہا تھا اور سرکاری حلقوں میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا تھا جسے پر کرنے کے لئے جیفرسن کے نظریات سے دشمنی رکھنے والے اور کٹر لوگ برسر اقتدار آ سکتے تھے۔ غالباً جیفرسن بھی اس زبردست کشش کو اپنے دل سے نہ ہٹا سکتا تھا کہ ایک ایسا عہدہ سنبھال لے جہاں سے وہ وقتاً فوقتاً قومی حالات کا رخ موڑ سکے۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ ایڈمز ڈیموکریسی سے خوف کھاتا ہے تاہم اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ صدارت کے عہدے کے لئے جان ایڈمز کی حمایت کریں۔ جیفرسن کے تحت الشعور میں غالباً یہ خیال بھی کارفرما ہو گا کہ عوام کی حکومت کے خلاف ایڈمز کے حقیقی اقدام اتنے خطرناک نہیں ہوں گے جتنی اس کی جوشیلی تقریریں۔ اپنے ایک خط میں جو اس نے مانٹی سیلو سے ٹسکینی کے فلپ مزائی کو لکھا تھا اپنے عہد سیاست کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار خیال کیا تھا۔

" آزادی اور جمہوری نظام حکومت کے جس عظیم جذبے نے ہمیں جنگ میں شاندار فتح اور کامیابی دلائی تھی اب اس کی جگہ انگریزی طرز کی شہنشاہیت اور امراء کی حامی پارٹی نے سر اٹھا لیا ہے۔ بہرحال ہمارے شہریوں کی زیادہ تر تعداد اپنے جمہوری اصولوں پر سچے دل سے

ثابت قدم ہے۔ ہمارے مفاد اور ہمارے ملک کی بیکراں قابلیت بھی جمہوریت سے وابستہ ہے۔ ہمارے خلاف انتظامیہ، جوڈیشری، آئین سازی کے تین میں سے دو شعبے، تمام سرکاری ملازم سرکاری ملازمت کے آرزو مند وہ تمام بزدل جو آزادی کے متلاطم سمندر کے مقابلے میں مطلق العنان کے سکون کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر میں تمہیں ان تمام منحرف شخصیتوں کا نام بتادوں جو اس الحاد اور بدعت کے حامی ہو چکے ہیں جو میدان میں سیمسن کہلائے جاتے ہیں اور کونسلوں میں سولومن لیکن جنھوں نے اپنی عقل انگلستان کی محبت میں بیچ رکھی ہے تو شاید تمہیں محض اسی صدمہ سے بخار آجائے؟

جیفرسن کے اس بیان کو امریکہ کی سبھی ریاستوں میں شائع کیا گیا۔ نتیجے کے طور پر فیڈرلسٹوں نے ایک ہنگامہ بپا کر دیا اور یہ ہنگامہ خاص کر سیمسن اور سولومن کے اشاروں پر بپا کیا گیا تھا اور فیڈرلسٹوں کا کہنا تھا کہ جیفرسن نے ان اشاروں کی آڑ میں جارج واشنگٹن کی ذات گرامی پر حملہ کیا ہے۔

پریزیڈنٹ اور جیفرسن کے درمیان ایک بے رخی پہلے ہی پیدا ہو چکی تھی جیفرسن نے مذاق کے طور پر ایک بیان دیا تھا کہ سکّے کے پھیلاؤ سے ہر شے کی قیمتیں بڑھ رہی تھیں اور تباہی کا سامان پیدا کر رہی تھیں اس نے کہا تھا۔ ہمارے صاحب صدر بہت خوش قسمت ہیں کہ بلبلے کے پھوٹنے سے پیشتر ہی وہ خود تو کنارہ کشی اختیار کر گئے اور ڈوبتی ناؤ کو چلانے کا ذمہ اب دوسروں کے کندھوں پر آپڑا ہے۔" یہ خط جیفرسن نے مزاتی کو لکھا تھا، اور اس میں کچھ خاص باتوں کے متعلق ذرا مبالغہ آمیزی سے کام لیا تھا لیکن یورپ میں اس بات کو تسلیم کر لیا گیا تھا کہ یہ خط امریکہ کے حالات کا ایک صحیح جائزہ اور خلاصہ ہے۔ جیفرسن کے اس قول کو خاص طور پر توجہ کا مستحق سمجھا گیا کہ امریکہ میں وہ تمام لوگ جن کے مفاد زمین سے وابستہ ہیں ری پبلک کے حامی تھے اور باقی تمام لوگ جن میں سرکاری ملازم اور اشرافیہ شامل ہیں برطانیہ نواز تھے۔ برطانیہ کے حق میں اس وقت جو پارٹیاں تھیں ان کے بارے میں جیفرسن کے شکوک آج کچھ کشیدگی اور مبالغے کے حامل نظر آتے ہیں۔ تاہم جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بعد میں ریرون برکس تصورات

سے متاثر ہوا تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جیفرسن ہوا میں تیر چلا رہا تھا۔

جیفرسن نے کئی بار حسد، نفرت، عداوت، اور انتقام کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ ان جھگڑوں اور جیفرسن کی پارٹیوں کی سب سے بڑی وجہ یہ عام خوف تھا کہ جلد ہی امریکہ کو انگلستان یا فرانس یا غالباً دونوں ہی کے ساتھ ایک بے سود جنگ میں جھونک دیا جائے گا۔ انجام کار جیفرسن نے اپنے پرانے دوست ایلبریج گیری کے سامنے ایک خط میں اپنا سینہ کھول کے رکھ دیا۔

"میں خدا سے یہ دعا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے اور پرانی دنیا کے درمیان آگ کا ایک سمندر حائل ہو جائے۔" جب جون ۱۷۹۷ء میں گیری کو فرانس میں تین مخصوص سفیروں میں سے ایک سفیر کے عہدے کی پیش کش کی گئی تو جیفرسن نے اس سے بصد منت کہا کہ اس پیشکش کو قبول کرے۔ باقی دو سفیروں کے یہ نام تھے جنوبی کیرولینا کے چارلس سی۔ سی پنکنی اور ورجن کا جان مارشل جو جیفرسن کا رشتہ دار بھی تھا۔ یہ تینوں بہت جلد XYZ مقدمے کے امریکی شرکا کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔ اسی سال یعنی ۱۷۹۷ء میں ملک کو زبردست اقتصادی سرد بازاری کا سامنا ہو گیا اور امریکہ کو پہلی بار تجربہ ہوا کہ مسلک تجارت کو اپنانے کا رد عمل کیا ہو سکتا ہے۔

۱۷۹۸ء میں جو ایک ہنگامی سال تھا جیفرسن نے ایک نئی پالیسی کی تشکیل ایک نئی تنظیم کے قیام کا کام شروع کیا جو منتشر شدہ حامیان جمہوریت کو ایک مرکز پر لا کر فیڈرلسٹوں کے جارحانہ حملوں کا سامنا کر سکے۔

فیڈرلسٹوں نے ڈیموکریٹک انجمنوں کو ختم کرنے کی ایک سازش گھڑی تھی۔ جب پریزیڈنٹ واشنگٹن نے وہسکی بغاوت کے سلسلے میں پنسلوانیا کے کسانوں کو کچلنے کے لئے پندرہ ہزار جوانوں پر مشتمل فوج کا ایک دستہ روانہ کیا تھا تو فیڈرلسٹوں نے واشنگٹن کی اس قدم پر خوب خوب تالیاں بجائیں اور خوشی کا اظہار کیا اور برطانیہ کے ساتھ جان جے کے اس معاہدے کی حمایت کی جس کی پہلے ہی کافی مذمت ہو چکی تھی اور فیڈرلسٹوں نے آخری مطالبہ کیا تھا کہ

فرانس کے ساتھ سرد جنگ کی جگہ اب حقیقی جنگ لڑی جائے۔ اسی سال کے موسم بہار میں پریذیڈنٹ جان ایڈمز نے انکشاف کیا کہ Z، Y، X کے نام سے منسوب فرانسیسی ڈائریکٹری کے نام نہاد ایجنٹوں نے فرانس میں بھیجے جانے والے تینوں امریکی سفیر وں سے رشوت اور خراج مانگا ہے۔ یہ انکشاف ہوتے ہی جنرل سی سی پنکنی نے بڑے ڈرامائی انداز میں یہ اعلان کیا کہ "بچاؤ پر کروڑوں روپیہ خرچ کر دیں گے لیکن خراج کے طور پر ایک پائی تک نہیں دینگے" اور جنرل پنکنی کے یہ الفاظ کہتے ہی تمام امریکہ مشتعل ہو اٹھا۔ اور جیفرسن نے دیکھا کہ تجارتی شہروں میں خاص طور پر بہت زیادہ اشتعال انگیزی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بحری فوج حرکت میں آگئی۔ بری فوج کی تعداد بڑھا دی گئی اور اخبارات نے ایک عجیب واویلا بپا کر رکھا تھا سیاسی وسیلوں نے اب فحش گوئی اور گالی گلوچ کی صورت اختیار کر لی تھی۔

بہرحال جیفرسن ان تمام سیاسی کارروائیوں کو شک کی نظر سے ہی دیکھتا تھا اس نے اس سلسلے میں ایڈمنڈ پینڈلٹن کو خط لکھا تھا کہ "تم جانتے ہی ہو کہ فرانس کے ساتھ گفت و شنید کا کیا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے اور ہماسکر مارشل صاحب نے Z، Y، X کی ایسی کھچڑی پکائی ہے کہ ان بدمعاش کو فرانسیسی حکومت تصور کیا جا رہا ہے" بس اس لئے مارشل اور جیفرسن ایک دوسرے کے دشمن بن گئے تھے اور جب ان دونوں میں ایک شخص امریکہ کی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس اور دوسرا شخص امریکہ کا صدر بن گیا تب بھی یہ دشمنی کم نہ ہوئی۔

اب پراپیگنڈہ کرنے کی تمام ترقی ذرائع دن رات یہی کہہ رہے تھے کہ فرانسیسی انقلاب تو سلطنت برطانیہ انگلستان نے ختم کر دیا۔ تجارتی یا جنگی پارٹی کو یقین تھا کہ اب کسی وقت بھی فرانس کے ساتھ جھگڑا ہو سکتا ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بہت لازم ہو جاتی ہے کہ فرانس اور امریکہ جیسے دو طاقتور اور نئے جمہوری ملکوں کے درمیان اچانک دشمنی کیسے پیدا ہو گئی۔ اس کا ایک سبب تو انقلاب کے دنوں دونوں قوموں کے حد سے زیادہ جذباتی لگاؤ کا ردعمل بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے جیسا کہ ظاہر ہونے لگا تھا کہ فرانس کے انقلاب کا اثر باقی ملکوں کے شاہی تخت اور شاہی حکومتوں پر بھی پڑ سکتا ہے تو اس سے انگلستان کو جو خطرہ پیدا ہوا تھا اس سے امریکہ کے ایوان بھی کچھ حد تک متاثر ہوئے۔

فرانس غالباً یہ بات بھول گیا تھا کہ امریکہ کے بہت سے باشندے تاجر ہیں اور جب امریکہ نے اپنی بندرگاہوں میں داخل ہونے والے فرانسیسی جہازوں پر ٹیکس لگا دیئے تو بھی فرانس کی سمجھ میں یہ بات نہ آسکی۔ علاوہ ازیں وہ امریکی طبقہ بھی کافی اثر و رسوخ کا مالک تھا جو انقلابی فرانس کا دشمن تھا اور امریکہ اور برطانیہ کے درمیان سمجھوتے کے خواب دیکھ رہا تھا اور اس دشمنی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ فرانسیسی انقلاب کے تو بہت ہی سنگین نوعیت کے واقعات کو امریکی اخبار والوں نے ضرورت سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا تھا۔ ادھر بحر اوقیانوس اور کریبین سمندر کے علاقوں میں فرانس کا اثر و رسوخ گھٹتے گھٹتے ختم ہو گیا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہاں فرانس کو امریکی ہمدردی نہ حاصل رہی تھی۔ اٹھارویں صدی کے دوران اور اس صدی کے بعد امریکہ اور یورپ کی تاریخ پر ان واقعات کا فیصلہ کن اثر پڑا۔ جنگ پارٹی کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے ہیملٹن نے نیویارک میں وکالت بالکل ہی چھوڑ دی تھی اسے فوج میں انسپکٹر جنرل کے عہدے پر تعینات کر دیا گیا۔ یہ فوج فرانس کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے تیار کی جا رہی تھی اور چونکہ واشنگٹن ریٹائر ہو چکا تھا لہٰذا ہیملٹن ہی اس فوج کا اعلیٰ کمانڈر تھا۔ اس نے ایک بار کہا تھا "کسی بیرونی حملے سے حفاظت کے علاوہ ہمیں فلوریڈا اور لیوسیانا پر بھی قبضہ کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے"۔ ان الفاظ میں نہ صرف جنگ کے عناصر جھلک رہے تھے بلکہ ایک جارحانہ سامراج کے جراثیم بھی موجود تھے امریکہ اس معاملہ میں بہت خوش قسمت واقع ہوا تھا کہ وہ اس بحران سے بچ نکلا اور اس کی سالمیت اور وحدت پر کوئی آنچ نہیں آئی کیونکہ کوئی بڑی بات نہیں تھی کہ جنگی پارٹی پوری قوم کو اس راستے پر گامزن کر دیتی جس پر یورپ حامیان جنگ کی پیروی کر کے گامزن ہوا تھا اور پے درپے تباہی اور بربادی کا شکار ہوا تھا۔

جیفرسن ان تمام فوجی کارروائیوں کو کافی خوف کی نظروں سے بھی دیکھتا تھا اور شک و شبہ کی نظروں سے بھی اس نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا۔

"کیا ایسی فوج کو توڑا جا سکتا ہے جس کی رہنمائی ہیملٹن کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی امید بندھتی ہے تو اس بات سے کہ وہ صرف افسر ہی بھرتی کر سکتے ہیں۔ عام فوجیوں کو نہیں" اور جیفرسن نے ٹھیک ہی سوچا تھا۔ جنگ پارٹی کے بیشمار افسر تھے اور یہ افسران حضرات زیادہ تر فیڈرسٹ گھرانوں سے متعلق تھے لیکن عوام نے جنگ کے خطروں کی گھنٹی پر زیادہ دھیان نہ دیا اور فوجی فتوحات اور شان و شوکت کے چھلاووں سے عوام کی آنکھیں حیرت سے چکا چوند نہ ہو سکیں۔ اب رہی فرانس کے خلاف کھلی اور بھرپور جنگ جس کے لئے متعدد جماعتیں بالخصوص مالی اور فوجی طبقے کوشاں تھے تو بظاہر یہی نظر آتا تھا کہ پریزیڈنٹ ایڈمز کو لمحہ بہ لمحہ جنگ کے حق میں مجبور کیا جا رہا تھا پر یزیڈنٹ ایڈمز پر ایک بات تو واضح ہو چکی تھی کہ اس کی کابینہ کے ممبران اس کے مطیع نہیں ہیں بلکہ ہیملٹن کے تابع ہیں اور اسے اس بات کا بھی پتہ چل چکا تھا کہ کئی ایسے فیصلے کئے جا رہے ہیں جن میں اس کا صلاح مشورہ تک نہیں لیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں پریذیڈنٹ ایڈمز کو فرانس نے یقین دلایا تھا کہ امریکی سفیر کی وہاں خوب قدر و منزلت کی جائے گی اور اپنی دغا باز کابینہ سے کچھ بھی کہے بغیر ایڈمز نے فرانس کے سفارتی عہدے کے لئے ولیم وینز مرے کا نام سینیٹ میں بھیج دیا اور اس طرح یہ طے ہو گیا کہ اب جنگ کے بجائے امن و امان قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آزادی کے حق میں اور جنگ کے خلاف جو تحریک چل رہی تھی اس سے قوم کے جمہوری عناصر منظر عام پر آ گئے اور ان کی تلخ کلامی اور شدت جذبات نے ایڈمز کی حکومت کو بہت خوفزدہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غیر ملکیوں کے خلاف اور بغاوت کے خلاف قانون پاس کر دیئے گئے اور یہ قانون ایڈمز کی گورنمنٹ کی سب سے بڑی خطا ثابت ہوئی کیونکہ نوعمر امریکی ڈیموکریسی کو نشوونما اور پرورش کی ضرورت تھی اور اس قانون نے ڈیموکریسی کو سختی سے دبانے کی اجازت دے دی تھی۔

یہ قوانین اس بات کا ثبوت تھے کہ تاجروں کی حکومت آزادی کے تحفظ کے حق میں نہیں ہے

بلکہ محض اپنے مفاد کی بھلائی چاہتی ہے۔ ملک میں عام طور پر لوگوں کا یہی خیال تھا کہ ایسے قوانین اس سرزمین پر لاگو نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان کی توقعات کے برعکس یہ قانون نافذ کر دیا گیا۔ اجنبی قانون کے متعلق لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ صرف ان فرانسیسی عوام سے متعلق ہے جو امریکہ میں پناہ گزین یا سیاح بن کے آئے ہیں۔ لیکن بغاوت ہی وہ قانون تھا جس نے جیفرسن کے غصے کو بھڑکا دیا۔ اس قانون کے تحت ہر وہ شخص سزا کا مستحق تھا جس کے بارے میں یہ شک ہو جائے کہ وہ حکومت کے کسی شعبے کو بدنام کر رہا ہے۔ اس کے تحت فرانسیسی عوام کو امریکی عوام کا دشمن قرار دیا گیا تھا اور یہ کر دی ہدایت تھی کہ اگر کوئی بھی شخص آئینی ضابطے پر حرف گیری کرے گا یا تنقید کریگا حتی کہ حکومت کے کسی قدم کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں سوال اٹھائے گا تو اسے ایک خاص میعاد کے لئے جیل بھیج دیا جائے گا۔

نظام حکومت کے دوسرے تمام پہلوؤں کی طرح جیفرسن کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ ایک ری پبلک کو قدرتی طور پر ہونا چاہئے لیکن نو عمر ری پبلک امریکہ کو سیاسی طور پر ایک آزاد ڈیموکریسی بننے کے لئے کئی برس تک کڑی جد و جہد کرنا پڑی تھی۔

یہ کیا سچ ہے کہ غیر ملکیوں اور بغاوت کے نفاذ کے بعد فیڈرلسٹ پارٹی نے سزا دلانے متشددانہ کارروائیوں کی حوصلہ افزائی کی ایک قومی پارٹی کی حیثیت سے اپنی شکست اور خاتمے کا سامان خود ہی پیدا کر دیا تھا کیونکہ یہ پارٹی جو امریکہ سیاست میں بڑے اطمینان کے ساتھ مسند نشین تھی صرف دو سال میں زوال کی اس منزل تک پہنچ گئی کہ اس کا نشان تک نظر آتا تھا کسی پارٹی کو اپنے عروج کے بعد اتنے زوال کا سامنا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ اس زوال میں امریکی ووٹروں کی برہمی کو بھی تھوڑا بہت دخل ضرور رہو گا۔

جیفرسن کے نزدیک غیر ملکیوں اور بغاوت ایکٹ سے اس بات کا امکان تھا کہ امریکی قوم کیا کچھ نہیں سہہ سکتی۔ ۲۰ مارچ ۱۷۹۹ء میں جیفرسن نے لکھا تھا "۱۷۷۶ء کا جذبہ ختم نہیں ہو گیا یہ جذبہ محض کچھ عرصے تک سو رہا ہے۔ امریکہ کے عوام کی بیداری اگر نہایت زیادہ تر جمہوریت کے دلوں کی تہہ میں

۱۷۹۸ء میں یہ نظر آتا تھا کہ فیڈرلسٹ بہت زیادہ طاقتور ہیں اور انھیں حکومت سے باہر نکال پھینکنا آسان نہیں ہے۔ یہ بات بہت جلد واضح ہو گئی کہ مرکزی اقتدار کے حامیوں اور ریاستی اختیارات کے پیروکاروں کے درمیان ایک نظریاتی جنگ پنپ رہی ہے۔ مانٹی سیلو میں جیفرسن کے گھر پر ایک میٹنگ میں حکومت کی مداخلت بے جا کی روک تھام کی تجاویز پر غور کیا جا چکا تھا اور فیصلے ہو چکے تھے۔ اس کانفرنس میں جیفرسن نے آئین میں فیڈرلسٹوں کی کوششوں" کے خلاف ایک ریزولیوشن" تیار" کرنا منظور کر لیا تھا اس میں جیفرسن نے کچھ مخصوص سوال اٹھائے تھے اور یہی سوالات جیفرسن کے سیاسی عقیدے کی بنیاد بنے تھے جیفرسن نے مندرجہ ذیل نظریات پیش کئے تھے۔

۱۔ ریاست ہائے متحدہ کا آئین ایک باہمی معاہدہ ہے۔

۲۔ ہماری ریاستیں مرکزی حکومت کے سامنے لامحدود اطاعت قبول نہیں کریں گی۔

۳۔ ہم نے حکومت کو واضح طور پر مخصوص اختیارات ہی سونپے ہیں۔

۴۔ ایک ایسی حکومت جو اس قسم کے معاہدے کے ذریعہ قائم ہوئی ہو اپنے اختیار کا فیصلہ کرنے کی مجاز کلی نہیں۔

۵۔ اور جب یہ حکومت ایسے اختیارات سنبھالتی ہے جو اسے سونپے نہیں گئے تو اس کا عمل ناجائز، اور غلط و غیر قانونی ہے۔

یہ الفاظ ان بے شمار رقعہ جات کا رد عمل تھے مثلاً جیفرسن کی ذاتی خط و کتابت اور اس کی میل ملاقاتوں پر بھی جاسوسی کی گئی تھی۔ غیر ملکیوں اور بغاوت کے خلاف قانون جن کی رو سے تمام شہری حقوق ختم کر دیئے گئے تھے فوج کا قیام جو بظاہر تحفظ کے لئے بنائی گئی تھی لیکن جس کے متعلق جیفرسن کو شبہ تھا کہ شائد بغاوت کی طرح فیڈرلسٹ حکومت اسے ریاستوں اور مخالف گروہوں کے خلاف بھی استعمال کر سکتی ہے۔ ان تمام قراردادوں کو ذرا سی تبدیلی کے بعد کنٹکی آئینی ساز اسمبلی نے نومبر ۱۷۹۸ء میں منظور کر لیا۔ اس کے ایک ماہ بعد میڈیسن

ان پر مزید اصلاح کی اور ورجنا اسمبلی نے انھیں قبول کر لیا۔ کئی برس تک یہ ریزولیوشن بحث کا موضوع بنے رہے۔

ورجنا اور کنیٹکی کے ریزولیشنوں کا جواب فیڈرلسٹوں نے اس صورت میں دیا کہ ۱۷۹۹ء کے موسم بہار کے ورجنا چناؤ میں انھوں نے ری پبلک پارٹی کو ہرانے کی زبردست کوشش کی فیڈرلسٹ بہت سی جگہوں پر کامیاب ہو گئے لیکن اتنی تعداد میں انتخاب نہ جیت سکے کہ اسمبلی میں انھیں اکثریت حاصل ہو جاتی۔

فیڈرلسٹوں اور ایڈمنسٹریشن کے اس پروپیگنڈے کا جواب دینے کے لئے جسے اس نے جنگی پروپیگنڈے کا نام دیا تھا۔ جیفرسن نے زبردست کوششیں کیں اور امن کے حق میں ایک مہم جاری کی۔

اسی ہنگامے میں اٹھارویں صدی کا اختتام اور انیسویں صدی کا آغاز ہو گیا اور جب سائنس، سماجی آداب کا نعم البدل بن جائے اور تجارتی حقائق پسندی جذباتیت پر غالب آجائے تو سوسائٹی میں کچھ تبدیلیاں ظہور پذیر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ انسانوں کے رسم ورواج میں ایک نمایاں فرق آجاتا ہے۔ نفیس پاجاموں اور ریشمی جرابوں کی جگہ معمولی قسم کی پتلونیں استعمال میں آجاتی ہیں۔ خوش اخلاق اور خوش وضع لوگوں کی بجائے نیپولین جیسے گنوار لوگ محفلوں کی زینت بن جاتے ہیں۔ انفرادی ہمت آزمائی کی جگہ ادارے اور کمپنیاں لے لیتی ہیں جن کا دائرہ عمل صوبائی اور ملکی حدود کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

کاشتکارانہ طرز زندگی کے اصولوں کا زبردست حامی جیفرسن بھی دستکاری اور صنعت کی حمایت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب نئے ڈھانچے تعمیر کئے جا رہے ہوں تو ان کے ساتھ نئے تصورات اور زاویئے اور نئی ضروریاتِ زندگی بھی شامل ہو جایا کرتی ہیں"۔

آٹھواں باب

پریذیڈنٹ

۱۸۰۰ء میں ضلع کولمبیا میں نیو فیڈرل سٹی کو امریکہ کا دار الخلافہ بنا دیا گیا۔ نیو فیڈرل سٹی کا رقبہ ۱۰ میل تھا۔ میجر ایل انفنٹ نے جینکن ہائٹس پر کانگرس ہاؤس کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں کیپٹل کہلایا۔ ۱۸۰۰ء تک پریذیڈنٹ ہاؤس کی تعمیر کا کام ابھی مکمل نہ ہوا تھا اور مسز جان ایڈمز اس پہ بہت ناراض تھیں۔ پریذیڈنٹ ہاؤس مغرب کی طرف ڈیڑھ میل کے رقبہ کی ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ کانگرس ہاؤس اور پریذیڈنٹ ہاؤس کو ۱۶۰ فٹ چوڑی ایک سڑک آپس میں ملاتی تھی۔ بعد میں یہی سڑک ترقی کی منزلیں طے کر کے پنسلوانیا ایونیو بنی۔ اس کے چاروں طرف چنار کے درخت لگے ہوئے تھے

دور سے دیکھنے پر فیڈرل سٹی یوں نظر آتا تھا جیسے لال مٹی کے بہت بڑے بڑے میدان ہوں۔ کہیں کہیں کچھ عمارتوں، اینٹوں کے بھٹوں اور مزدوروں کی تنگ تاریک کوٹھڑیوں کو چھوڑ کر باقی چاروں طرف جنگلات اور جھاڑیاں نظر آتی تھیں۔ فیڈرل سٹی میں جیفرسن نے رہنے کے لیے کانراڈ اور میکمن بورڈنگ ہاؤس میں کچھ کمرے لے رکھے تھے۔ اسی عمارت میں البرٹ گیلٹن نام کے ایک نوجوان بھی رہا کرتے تھے۔ البرٹ گیلٹن پنسلوانیا کے رہنے والے تھے اور ری پبلکن پارٹی کی طرف ... سے اسمبلی کے ممبر تھے۔ اس جگہ کو بیان کرتے ہوئے مسٹر البرٹ نے اپنی بیوی کے نام ایک خط میں لکھا ہے۔ " راجدھانی کے ارد گرد سات یا آٹھ بورڈنگ ہاؤس ہیں۔ ایک درزی کی دکان ہے۔ ایک موچی کی دوکان ہے۔ ایک عدد چھاپہ خانہ ہے

ایک دھوبن کی دوکان ہے اور ایک پرچون کی۔ کاغذ اور کتابوں کی بھی ایک دکان ہے خشک خوردنی اشیار کی بھی ایک بہت ہی چھوٹی سی دوکان ہے اور ایک مچھلی کی دوکان ہے۔ فیڈرل سٹی اور کیپٹل دونوں کو ملا کر کل یہی کائنات ہے۔"

ماچوسٹیس کے پادری جناب ماناسے کٹلر نے بھی اپنے گھر ایک خط لکھتے ہوئے اس جگہ کو اس طرح بیان کیا ہے "کیپٹل کو دیکھ کر مجھے کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی۔ عمارت کیا ہے یوں کہو کہ پوری عمارت محض پھتروں کا مجموعہ ہے۔ ہاں لیکن جو پتھر استعمال کیا گیا ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ باہر سے دیکھنے پر یہ عمارت آنکھوں پر بوجھ سا محسوس ہوتی ہے اور اندر سے دیکھیں تو دل پر بوجھ سا محسوس ہوتا ہے۔ پریذیڈنٹ ہاؤس بے نظیر عمارت ہے۔ تناسب اور متوازی ہے۔ اور اس عمارت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا محل وقوع بہت خوبصورت ہے۔"

سال نو ۱۸۰۰ء کے آغاز ہی میں کئی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں کی وجہ سے ری پبلکن پارٹی کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور اس پارٹی کے اندر مزید خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی اور اب اس پارٹی نے قومی حکومت سنبھالنے کے لیے جیفرسن کو صدارت اور نیو یارک کے ایرون بر کو نائب صدارت کے لئے چناؤ میں کھڑا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ فیڈرلسٹ پارٹی نے اس نامزدگی کا جواب یوں دیا کہ پریذیڈنٹ جان ایڈمز کو دوبارہ نامزد کر دیا۔ جن سیاسی اور فوجی حلقوں کی رہنمائی ہیملٹن کے ہاتھوں میں تھی ان لوگوں کے لئے ایڈمز کے دوبارہ منتخب ہونے کے امکانات قیامت سے کم نہ تھے۔ ہیملٹن نے دن رات ایک کر کے پریذیڈنٹ جان ایڈمز کے خلاف مواد اکٹھا کرنا شروع کیا اور آخرکار ان تمام معلومات کو جمع کر کے "ریاست ہائے متحدہ کے پریذیڈنٹ عزت مآب جناب ایڈمز کا چلن اور طریقہ کار" کے عنوان سے ایک کتابچہ شائع کر دیا۔ یہ کتاب ہیملٹن کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ثابت ہوئی۔ کیونکہ ہیملٹن نے پریذیڈنٹ ایڈمز کو برا کہنے کیلئے

جولب ولہجہ اور انداز بیان اختیار کیا تھا عام جنتا نہ صرف اس سے بھڑک اٹھی بلکہ ہیملٹن نے اپنے رد عمل اور طریق کار کا جسطرح بچاؤ پیش کیا تھا اس سے عوام اور زیادہ بدظن ہو گئے۔ اور ہیملٹن کا یہ اعلان کہ ــ "جہانتک گریٹ برٹن کا سوال ہے۔ مجھے اس کے متعلق صرف یہی کہنا ہے کہ میری یادداشت کے مطابق عہد حکومت کے دوران میں مجھے مسٹر جیفرسن کے نظریات اور خیالات سے مکمل اتفاق تھا۔" بہت بڑا جھوٹ تھا۔ کیونکہ سبھی جانتے تھے کہ ہیملٹن کبھی کسی کے معاملے میں جیفرسن سے متفق نہ ہوا تھا۔

موسم گرما میں صدارتی انتخاب کی مہم تیز ہونے کے ساتھ ساتھ جیفرسن کے مخالفوں نے جس میں نیو انگلینڈ کے پادری بھی شامل تھے جیفرسن کی ذات پر کیچڑ اچھالنا شروع کیا۔ کیونکہ ان پادریوں کے لئے سب سے زیادہ ہدف ملامت مذہبی آزادی کا وہ قانون تھا جس میں جیفرسن بڑی جد وجہد کے بعد کامیاب ہوا تھا۔ علاوہ ازیں یہ سب لوگ فیڈرلسٹ پارٹی سے متعلق تھے اور فیڈرلسٹ پارٹی کی طرح عوام پر اعتماد اور یقین نہ رکھتے تھے۔ جیفرسن نے ان مشتعل پادریوں کے متعلق ایک بار لکھا بھی تھا۔ "میں نے اپنے خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ قسم اٹھائی ہے کہ انسانی ذہن پر جو جبر کیا جاتا ہے میں اس کے خلاف تا قیامت لڑوں گا۔ ان پادریوں کو صرف اسی بنا پر مجھ سے خوف کھانا چاہیئے اور بس۔"

جونہی ہیملٹن نے ۱۸۰۰ء کی انتخابی مہم میں پریذیڈنٹ ایڈمز کی کامیابی کے امکانات کو ختم کیا اُسے فوراً ہی پتہ چلا کہ فیڈرلسٹ پارٹی میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ایرون برکو صدر بنانے کے حق میں ہیں اور اس سلسلہ میں اپنی مدد دینے کو تیار ہیں۔ مقابلتاً جیفرسن سادھو سنت آدمی نظر آتا تھا۔ ہیملٹن نے ایک مشاق شاطر کی طرح نئی چال پر عمل کرنا چاہا اور ــ "اگر شکست نہیں دے سکتے تو اس گروہ

کے ساتھ مل جائے گے پرانے سیاسی قول کے مصداق جیفرسن کے ساتھ سمجھوتہ کی پیش کش کی۔ جیفرسن سے کسی قسم کا جواب نہ آیا اور ہیملٹن کو چارو ناچار سمجھوتہ کی امید توڑنا پڑی

۱۸۰۰ء کی اس انتخابی مہم کی شدت اور غل غبارے میں مخالف پارٹیوں کے مقرر جو کچھ کہتے تھے اُسے سمجھنا ان امریکن ووٹروں کے لئے سہل نہ تھا جن کی تعداد کچھ چند لاکھ ہی تھی لیکن کچھ حد تک ایک بات ان ووٹروں کی سمجھ میں آچکی تھی اور وہ یہ کہ ہیملٹن اور جیفر کے نظریات میں کچھ اختلافات بنیادی نوعیت کے ہیں اور ان کا سلسلہ انسانی سماج کی داخلی تشکیل تک پہنچتا ہے۔ ہیملٹن مرکزی طاقت کا قائل تھا اور اس حق میں تھا کہ مرکزی حکومت کو کلی اختیارات حاصل ہوں۔ اس کے برعکس جیفرسن اس نظریہ کا حامل تھا کہ حکومت کے اختیارات مختلف شعبوں اور عموں میں بانٹ دیئے جائیں اور ان کے کام میں مرکزی حکومت کو اسی وقت دخل دینا چاہئے۔ جب یہ مختلف شعبے اپنے آپ کو نا اہل اور غیر مؤثر ثابت کر دیں (مثال کے طور پر جیسے بیرونی ممالک سے تعلقات کا مسئلہ ہے۔) ہیملٹن مرکزی حکومت کے لیۓ مکمل خود مختاری چاہتا تھا اور جیفرسن عوام کی خود مختاری کے حق میں تھا ہیملٹن کے نظریات پرانے وقتوں کے انسانی سماج سے اخذ کئے ہوئے تھے۔ جیفرسن نے یورپ کا جائزہ لیا تھا اور وہ جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچ چکا تھا کہ آج کروڑوں انسانوں کے لئے نئی دنیا کا نظریہ پر اعتبار پائندہ تر زندگی کا ضامن ہے۔ جیفرسن کو تہہ دل سے یقین تھا کہ بہتر سیاسی، سماجی ..... اور اقتصادی زندگی کا اس سے اچھا اور کوئی نظریہ نہیں ہے ہیملٹن کا فلسفہ جارحیت اور جمود کا فلسفہ تھا۔ اس کے برعکس جیفرسن کا فلسفہ حرکت و عمل اور آگے بڑھنے کا فلسفہ تھا۔

جب صدارتی انتخاب کے ووٹوں کی جانچ پڑتال کی گئی تو پتا چلا کہ جیفرسن اور

ایرون برکو یکساں ۷۳، ووٹ ملے ہیں اور پریذیڈنٹ جان ایڈمز کے حق میں صرف ۶۵ ووٹ ڈالے گئے ہیں۔ سی۔سی پنکنی کو ۶۴ ووٹ اور جان جے کو فقط ایک ووٹ ملا اب یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ جیفرسن اور ایرون برکا مقابلہ نمائندگان کی اسمبلی میں ہوگا اور اسمبلی ہی کے ممبر اب ان دو میں سے کسی ایک کو صدر منتخب کریں گے۔ ۱۱ر فروری ۱۸۰۱ء کو تمام نمائندے گنبد کیپٹل میں جمع ہوئے اور صدارتی انتخاب کے لئے ووٹ ڈالے گئے لیکن ہار جیت کا فیصلہ ہوئے بغیر بات دوسرے دن پر اٹھا دی گئی۔ ووٹ ڈالنے کا یہ سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا لیکن کوئی فیصلہ کن نتیجہ نہ نکل سکا۔ ممبر حضرات وہیں کمرے میں پڑے سوئے رہتے اور ووٹ ڈالنے کے وقت رات کا لباس پہنے جمائیاں لیتے ہوئے آپہنچتے اور ووٹ ڈال دیتے لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات کسی ایک کو بھی اتنے زیادہ ووٹ نہ مل پاتے کہ اُسے صدر منتخب کرلیا جاتے۔ جنوبی کیرولینیا کو چھوڑ کر باقی تمام جنوبی ریاستیں جیفرسن کے حق میں مسلسل ووٹ ڈالتی رہیں۔ نیو انگلینڈ کے نمائندے ایرون برکی حمایت میں ووٹ دیتے تھے اور پورے چھ روز اسی کشمکش اور مقابلے کی نذر ہو گئے۔ چھ روز لمبا چانگ ورمانٹ علاقے کے ایک فیڈرلسٹ نے اپنا نام واپس لے لیا۔ میری لینڈ کے فیڈرلسٹ نمائندوں اور ڈلاویر علاقے کے ایک نمائندے نے کسی کو بھی ووٹ نہ دیا اور ووٹ کے کاغذات خالی واپس لوٹا دیئے جنوبی کیرولینیا نے بھی کسی کے حق میں ووٹ نہ ڈالے۔ اور یہ مقابلہ جیفرسن کی جیت میں ختم ہو گیا۔ جیفرسن صدر چن لیا گیا اور ایرون برنائب صدر۔ اور صدارت کا عہدہ سنبھالنے کی رسم ادا کرنے کے لئے چار مارچ کی تاریخ مقرر کردی گئی۔ لیکن فیڈرل پارٹی نے آخری دموں پر آکر بھی ایک بار ہاتھ دکھانے کی کوشش کی۔ یعنی جان ایڈمز نے اپنے عہد صدارت کے آخری ایام میں جس قدر ممکن تھا فیڈرل پارٹی کے لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر تعینات کردیا جس میں کئی ججوں کا تقرر بھی شامل تھا۔ جان مارشل انہی میں ایک تھا جسے امریکہ کی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس

بنادیا گیا چار مارچ کی صبح ٹھیک چار بجے جان ایڈمز نے جیفرسن کو رسماً بھی بغیر پریزیڈنٹ ہاؤس کو خیر باد کہہ دیا۔

اور مارچ ۱۸۰۱ء میں جیفرسن ریاست ہائے متحدہ کے صدر کا عہدہ سنبھالنے کے لئے کانرڈ اور میکمن بورڈنگ ہاؤس کو چھوڑ کر نو طرفہ اور بدصورت اور نامکمل عمارت کیپٹل میں چلا آیا۔ اس وقت تک عمارت کا گنبد تعمیر نہیں کیا گیا تھا[1]۔ اس وقت جیفرسن کی عمر ۵۷ برس کی تھی۔ وہ ایک ایسی تحریک اور پارٹی کا رہنما تھا جس نے ابھی ابھی ایک عظیم الشان فتح حاصل کی تھی اور جس کی فتح نے امریکہ میں پرانی دنیا کے اس نظریئے کو اگرچہ بالکل مٹا کے تو نہیں رکھ دیا تھا تاہم اس نظریئے کو ایک شدید ضرب پہنچائی تھی کہ سیاسی طاقت صرف رئیسوں اور امیر گھرانوں ہی کے لئے مخصوص ہے۔

سینٹ کے جس کمرے میں جیفرسن نے صدارت کا حلف اٹھایا تھا وہاں کسی قسم کی شان و شوکت کا مظاہرہ نہ کیا گیا تھا پر وقار سادگی کے ساتھ یہ رسم ادا کی گئی تھی۔ جیفرسن کے دائیں طرف نائب صدر ایرن بر کھڑا تھا اور بائیں طرف سپریم کورٹ کے نئے چیف جسٹس جان مارشل تھے

جیفرسن نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں اس بات کو صاف طور پر واضح کر دیا تھا کہ اس کا طرزِ عمل کس قدر معتدل اور صلح پسند ہو گا۔ اس کی تقریر کے کچھ سنجیدہ اور پر اثر ٹکڑے اسی لمحے سے امریکہ کی سیاسی طرزِ فکر کی بنیاد بن گئے ہیں۔ جیفرسن نے کہا تھا:

۱۔ یہ ٹھیک ہے کہ اکثریت کی رائے زیادہ وزن رکھے گی لیکن اقلیت کے بھی برابر کے

---

[1] یہ کہاوت صرف ایک انگریز سیاح جان ڈیوڈ کے سفرنامے کی بنا پر مشہور ہوئی ہے کہ جیفرسن ایک گھوڑے پر چڑھ کر کیپٹل تک گیا تھا اور وہاں اس نے اپنے گھوڑے کو لکڑی کی دیوار سے باندھ دیا تھا یہ سفرنامہ ۱۸۰۳ء میں لندن میں شائع ہوا تھا اس کے علاوہ اس واقعے کی کہیں اور سے تصدیق نہیں ملتی برطانوی سفارت خانے کے سر آگسٹس جے فاسٹر نے لکھا ہے کہ انھوں نے جیفرسن کو دوکانوں کے پھیرے لیتے اپنا گھوڑا باندھتے ہوئے دیکھا تھا۔ شاید یہیں سے یہ کہانی چل نکلی ہے۔

حقوق ہیں اور غیر جانبدار قانون ان حقوق کی حفاظت کرے گا۔ ان حقوق میں دخل اندازی کو جبر اور ظلم کے برابر قرار دیا جائے گا۔

(۲) ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ اپنے ملک سے مذہبی عدم رواداری کو ختم کرنے کے بعد جس کے زخم نوع بشر نے ایک مدت تک برداشت کیے ہیں۔ اگر ہم نے سیاسی ناروداری کو برداشت کرلیا تو ہمیں کچھ بھی فائدہ نہ پہونچے گا۔

(۳) ہم سب "ری پبلکن" بھی ہیں اور "فیڈرسٹ" بھی۔ اگر ہم میں کوئی بھی شخص اس ایکتا کو ختم کرنا چاہے یا اس جمہوری نظام کو بدلنا چاہے تو ہمیں اس کے لئے اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کرنا ہوگا۔ ہم ایسے شخص کو اس تحفظ کی یادگار بنا رہنے دیں گے جس کے تحت غلط نظریئے کو برداشت کیا جاتا ہے اور اس کا توڑ استدلال سے کیا جاتا ہے۔

(۴) یہ بھی کبھی کبھار سننے میں آتا ہے کہ انسان پر اتنا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنا انتظام خود کر سکے! تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انسان کو اس قدر معتبر سمجھا جائے کہ دوسرے لوگوں پر حکومت کرنے کا کام اس کے حوالے کیا جا سکے؟

(۵) ایک دانا اور کفایت شعار حکومت وہی ہے جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکے بھی اور انھیں ہر طرح سے آزادی بھی دے کہ وہ بلا روک ٹوک اپنی صنعت و حرفت اور ارتقاء کے لئے عمل کر سکیں اور مزدور کے منہ سے روٹی کا وہ نوالہ نہ چھین لیں جسے مزدور نے اپنے خون پسینے سے کمایا ہے۔

(۶) ہم تمام قوموں کے ساتھ امن، تجارت اور دیانتدار دوستی چاہتے ہیں اور کسی گٹ بندی میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

اپریل ۱۸۰۲ء میں جیفرسن نے ایک خط میں جو کچھ لکھا تھا اس سے نئی حکومت کے طرز عمل اور اس کے ارادوں کی واضح شکل ابھر آتی ہے۔ فرانس میں اس وقت جو ہلچل مچی ہوئی تھی اس کے بارے میں جیفرسن نے کہا تھا:

میں یہ مانتا ہوں کہ وہاں ایسی حکومتیں قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن میں فوجی کردار کو نہیں اپنایا گیا تاہم مجھے پوری پوری امید ہے کہ جہاں تک اہل فرانس کو ان کی آزادئ فکر و عمل اجازت دے گی وہ اس کے مطابق کسی نہ کسی فیصلہ کن نتیجے پر پہنچ ہی جائیں گے " یہ بیان ایک ایسی رائے کا نیا اظہار تھا جس پر جیفرسن اپنی عمر کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ زور دیتا گیا کہ جہاں بھی نئی حکومت قائم ہو وہ اپنے عوام کے اطوار و کردار کے سانچے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالتی رہے۔

جیفرسن کے قول کے مطابق ری پبلکن پارٹی کا مقصد اس بات کو ثابت کرنا تھا اگر عوام اپنے ماحول سے مطمئن ہوں۔ جیسا کہ ہم ہیں تو وہ ایک ایسے نظام حکومت میں زندگی بسر کر سکتے ہیں جس کی بنیاد خوف اور انسانی مماخت پر نہیں بلکہ دلیل اور معاملہ فہمی پر ہو۔ جو اس کے سماج دشمن جذبات کی بجائے اس کے انسان دوستی کے جذبات کا سہارا لے اور اس کے اخلاقی حقوق پر کوئی پابندی عائد نہ کرے۔

اس طرح صدارت کا عہدہ سنبھالتے ہی جیفرسن نے اپنے بنیادی عقائد کا خلاصہ قوم کے سامنے پیش کر دیا ایک معلم اخلاق اور انسانی سماج کے فلاسفر کی حیثیت سے اس نے پہلے کبھی ان باتوں کو یوں کھول کر بیان نہ کیا تھا۔

جیفرسن نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں جن جذبات کا اظہار کیا تھا وہ لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئے تھے اور لوگوں نے ان جذبات کا احترام کیا تھا البتہ کچھ بہت ہی قدامت پسند پادری اور کٹر فیڈرلسٹ انھیں مشکوک نظروں سے ہی دیکھتے رہے۔

جن دنوں انتخابی مہم بڑے زوروں پر تھی انھی دنوں یہ افواہ عام سننے میں آتی تھی کہ فیڈرلسٹ پارٹی کے لوگ ری پبلکن حکومت کو قبول کرنے کی بجائے ہتھیار اٹھالیں گے اور خانہ جنگی شروع کر دیں گے اور دوسری طرف ورجینیا کے گورنر جیمز مانرو کے متعلق جو اطلاعات آرہی تھیں کہ اس نے اپنی ریاست کے اندر اسلحہ اور

فوج اکٹھا کرنا شروع کردی ملے ہے اس کو مقابلے کی تیاری کہہ جا رہا تھا جہاں تک جیفرسن کا تعلق تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو تنبیہہ کرتا رہا ہے کہ جابرانہ طریقوں کے مظاہرے سے اجتناب کیا جائے۔

ایک بات طے شدہ تھی امریکی عوام کے غیر جمہوری طبقے کے دل سے یہ گمان کبھی نہ مٹ سکا تھا کہ جیفرسن اور اس کا جمہوری نظام ملک کو بربادی، ذلت اور تباہی کے اندھی غاروں میں دھکیلنے لئے جا رہا ہے اور ایسے لوگوں نے جیفرسن کو ہمیشہ شک کی نگاہ سے دیکھا اور جیفرسن کے ایک ایک لمحے کی کڑی نگرانی کی۔

جیفرسن بہت پہلے سے جانتا تھا کہ جی دار امریکی نوآباد طبقہ جو کہ پہلے ہی ایلیگینیز کی پرانی حدود کو توڑ چکا ہے اب بہت جلد مسی سپی میں جا آباد ہوگا لیکن اس کے بعد کیا ہوگا؟ مسی سپی کے مغرب میں لیوسیانہ کا وسیع علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔ گو ہے گو ہے فرانسیسی تاجر اس علاقے کے کچھ حصوں میں جا بسے تھے اس علاقے پر سپین بھی حکومت کر چکا تھا اور اب برطانیہ کی سرکار کی اس پر نظر تھی۔ لیکن جیفرسن کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ لیوسیانہ کا علاقہ انہیں سے کسی بدیسی طاقت کے ہاتھ میں نہ آجائے اس علاقے کو امریکہ میں شامل ہونا چاہئے اور اسے حاصل کرنے کے لئے اس علاقے کی حفاظت درکار تھی۔ اب اس تمام تر الجھن کا حل اس بات پر منحصر تھا کہ سب سے پہلے لیوسیانا میں کون پہنچتا ہے۔

جب جیفرسن نے ۱۸۰۱ء میں صدر امریکہ کا عہدہ سنبھالا تھا تو اس وقت اس نے میری وینتھر لیوس کو اپنا سیکریٹری مقرر کیا تھا۔ لیوس کی عمر اس وقت ۲۷ برس کی تھی۔ لیوس بانکا جوان تھا، مضبوط، تنومند، اور طاقتور۔۔ جیفرسن کو اس سے بہت امیدیں تھیں اور جیفرسن کئی بار سوچا کرتا تھا کہ لیوس ایک سیاح کی حیثیت میں کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے؟ لیوس نڈر تھا اور لوگوں سے

نبٹ لینے کے گر سے اچھی طرح واقف تھا، جنگلاتی علاقوں کا اسے بہت تجربہ تھا لیوس کسی زمانے میں بہت اچھا شکاری بھی رہ چکا تھا لہذا بندوق چلانے میں بہت مشاق اور ماہر تھا نشانے کا بہت پکا تھا۔ سیر و سیاحت کے شوق میں لیوس مغرب میں واقع ڈیرائٹ جیسے علاقے تک گھوم آیا تھا اور اسی سیر و سیاحت کے شوق میں اُسے ایک اور عادت پڑ چکی تھی۔ قدرت اپنا جو منظر لیوس کی آنکھوں کو دکھاتی تھی لیوس اسے اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیتا تھا۔

آخر کار جیفرسن کو لیوس کے ذمے یہ کام سونپنے میں کوئی جھجک نہ محسوس ہوئی کہ وہ شمال مغربی علاقے کی مہم کی سرکردگی کرے تاکہ اس علاقے کو بھی ریاست ہائے متحدہ میں شامل کیا جاسکے لیکن اس کام کے لئے اتنی پھرتی اور ہوشیاری درکار تھی کہ انگریزوں سے پہلے پہنچنا بہت لازم تھا۔ کیونکہ انگریزوں کو نوآبادکاری تجارت اور زمین کی جو بھوک تھی اس کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

۱۸ر جنوری ۱۸۰۳ء کو جیفرسن نے کانگریس کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اس سوال کو ایک بحث کی صورت میں پیش کیا کہ مسی سپی اور اس کے دریاؤں میں امریکی تجارتی مقامات کو مزید ترقی کیسے دی جائے۔ اس تقریر میں کہا گیا تھا " دوسری مہذب قوموں نے اپنے علم میں اضافہ کرنے کے لئے سیاحی نوعیت کی کارروائیوں پر کافی رقم صرف کی ہے " اس تقریر کے آخر میں کہا گیا تھا "

امریکہ کی بیرونی تجارت کو بڑھانے کے مقاصد کے لئے قریب قریب پچیس ہزار ڈالر کی رقم کی منظوری دے دی جائے "!

اس طرح اپنے حق میں کچھ زمین ہموار کرکے جیفرسن نے اگلا قدم یہ اٹھایا کہ لیوس کو فلیڈلفیا بھجوا دیا۔ فلیڈلفیا سائنس اور علم کا مرکز تھا اور لیوس کے ذمہ یہ کام تھا کہ

وہاں جاکر وہ معلومات حاصل کر کے اور ضروری رسد خرید کر اپنے آپ کو سفر کیلئے تیار کر لے جیفرسن نے لیوس کو لنکاسٹر بھی بھیجا۔ لنکاسٹر پنسلوینیا میں واقع تھا اور وہاں زیادہ تر اسلحہ اور بارود بنانے والے لوگ رہا کرتے تھے پتلی نلی والی کینٹکی بندوق کی ایجاد کرنے والے مسٹر جیکب ڈیکرڈ اور محکمہ تفصیلات پیمائش کے ماہر اینڈریو ایلی کوٹ بھی وہیں رہتے تھے اینڈریو ایلی کوٹ نے لیوس کو علم ریاضی اور زمین کی پیمائش کے آلات کی تربیت دینا بخوشی منظور کر لیا۔ انہی دنوں ۱۸۰۳ء میں جیفرسن لیوسیانا کو خریدنے کی گفت و شنید کے ابتدائی مراحل میں بھی مصروف تھا۔ جب جیفرسن تک یہ خبر پہنچی کہ لیوسیانا کو خریدنے کے امکانات اور زیادہ روشن ہوگئے ہیں تو اس نے فوراً لیوس سے مطالبہ کیا کہ اپنے دوست اور ہم وطن ولیم (بلی) کلارک کو بھی اس مہم میں مددگار اور نائب رہنما کی حیثیت سے شریک کرلے۔ ولیم بلی کلارک بھی ورجینیا ہی کا رہنے والا تھا۔ اور لیوس سے عمر میں چار برس بڑا تھا۔ لیوس کی طرح کلارک بھی مغربی سرحد پر قبائلی فوجوں کے خلاف جنگ میں شامل رہا تھا۔

ان دونوں نوجوانوں کو اس کام کے لئے منتخب کر کے جیفرسن نے اپنے آپ کو غضب کا صاحب نظر ثابت کر دیا۔ ان دونوں کی شرکت سے ٹیم مکمل ہو گئی اور مہم بہت حد تک کامیاب رہی۔ ۱۴ مئی کو لیوس اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سینٹ لوئس کی سرحد پار کر گیا۔ اپریل ۱۸۰۵ء میں لیوس نے کچھ کھالیں، سینگ، قبائلی ہتھیار، بیج کچھ زندہ گلہریاں اور پرندے بذریعہ جہاز جیفرسن کو بطور تحفہ بھیجے۔ نومبر ۱۸۰۵ء میں لیوس کی پارٹی دریائے کولمبیا کے دہانے تک پہنچ گئی۔ جنوری ۱۸۰۶ء میں جیفرسن نے میری ویتھر لیوس کے بھائی روبن لیوس کو خط میں لکھوا کہ سینٹ لوئس میں مقیم امریکی سرکاری انڈین ایجنٹ کی اطلاع کے مطابق کچھ ادیج سرداروں نے خبر دی ہے کہ کیپٹن لیوس اور ان کی پارٹی پہاڑوں کے نزدیک مسوری دریا کے اس حصے تک پہنچ گئے ہیں۔

جہاں سے قبائلی لوگوں کی معلومات کے مطابق دریائے کولمبیا تک آٹھ روز میں پہنچا جا سکتا ہے۔

۲۳ ستمبر ۱۸۰۶ء میں میری ویتھر لیوس نے جیفرسن کو اطلاع دی کہ وہ بہ حفاظت تمام سینٹ موئس پہنچ گئے ہیں اس مہم نے دو برس اور تین ماہ کے عرصے میں اپنا کام پورا کیا۔ لیوس نے لکھا تھا۔ "آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہم شمالی امریکہ کے براعظم سے لے کر بحر الکاہل تک کے علاقے میں داخل ہو چکے ہیں"۔

اس اثنا میں کچھ ایسے دیگر واقعات رونما ہوئے جن سے لیوس اور کلارک کی مہم کچھ کچھ ماند پڑ گئی تھی تاہم یہ مہم امریکہ کی تاریخ میں ایک عظیم کارنامے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور سنہری حروف میں لکھی گئی ہے۔ جیفرسن اس مہم کا جنم داتا۔ اس نے جملہ تفصیلیں تیار کیں اور جب تک یہ اسکیم کامیاب نہیں ہو گئی وہ اس سے چمٹا رہا۔ لیوسیانا کو خریدنے اور اس مہم کے ذریعے سے جیفرسن نے امریکہ کو ایک ایسی سلطنت بخش دی جو پہلے بحر اوقیانوس کے ساحل تک محدود تھی لیکن اب مسی سپی کی وسعتوں کو طے کرتی ہوئی سوی جیسے پہاڑی علاقے میں پھیل کر بحر الکاہل کے ساحل تک پہنچ گئی تھی۔ اس وجہ سے امریکی قوم کو اس تاجرانہ سماج کا بہت ہی کم تجربہ ہوا جس کی آگ نے انیسویں صدی میں پورے یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ امریکی قوم کئی نسل تک مصروفیت اور امن کی زندگی بسر کر سکی اور اپنے پڑوسی کے ضرر رساں ثابت نہیں ہوئی۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ امریکہ کو لیوسیانا خریدنے پر آمادہ ایک باغی نیگرو نے کیا تھا؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہمیں لازمی طور پر ۱۷۸۹ء کی تاریخ کی ورق گردانی کرنا پڑے گی جب کہ فرانس عوام خود عنان شہنشاہی نظام کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر چکے تھے اس جذباتی آگ کے شعلے رفتہ رفتہ جزیرۂ ہیتی تک پھیل

گئے۔ جس کے مغربی حصے پر سان ڈومنگو جیسی مالدار بستی آباد تھی اور جہاں گنتی کے کچھ ہزار فرانسیسی کاشتکاروں نے لاکھوں غلام نیگرو لوگوں کے پیٹ کاٹ کاٹ کے اپنے آپ کو مالدار بنا لیا تھا۔ ۱۷۹۱ء میں ان غلاموں نے بغاوت کر دی۔ ان باغی نیگرو غلاموں کا لیڈر ٹوئی سینٹ ایل اوورچر تھا جو بہت ہی سچا اور مخلص رہنما تھا نپولین نے اس بغاوت کو دبانے کے لئے جنرل کلیرک کی رہنمائی میں فوج کا ایک بہت ہی زبردست دستہ ہسپینولیا کے لئے روانہ کیا۔ اس جزیرے کا پہلا نام یہی ہوا کرتا تھا۔"

امریکی سرکار اس بغاوت کا بہت گہری نظر سے جائزہ لے رہی تھی تاکہ کہیں یہ بغاوت امریکی نیگرو باشندوں پر اثر انداز نہ ہو امریکہ عجیب الجھن میں گرفتار تھا۔ ایک طرف تو امریکی سرکار یہ نہیں چاہتی تھی کہ بغاوت کامیاب ہو جائے۔ دوسری طرف امریکہ کی سان ڈومنگو کے ساتھ جو تجارت تھی امریکی سرکار کی نظروں میں اس کی بہت اہمیت تھی۔ امریکہ سرکار کو اس بات پر کوئی اعتراض نہ تھا کہ یہ تجارتی اختیارات باغیوں کے سردار ٹوئی سینٹ کے ہاتھوں میں رہیں یا فرانسیسی سرکار کے ہاتھوں میں۔ لیکن امریکہ اس تجارت کو قائم رکھنا چاہتا تھا۔ خیر۔ جنرل میکلیرک جعلسازی سے مسٹر ٹوئی سینٹ کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اسے جلاوطن کر کے فرانس کے ایک پہاڑی قید خانے میں بند کر دیا گیا لیکن عین اسی لمحے جب کہ فرانسیسی فوج کی فتح یقینی نظر آنے لگی تھی فرانسیسی فوج کو بخار اور دیگر مقامی بیماریوں نے آدبوچا اور کچھ چند ہڈیوں اور وردیوں کے چیتھڑوں کے علاوہ فرانسیسی فوج کا کہیں کوئی نشان تک باقی نہ رہا۔

اور اپنے نقصانات کا ازالہ کرنے کے لئے نپولین نے طے کر لیا کہ چونکہ سان ڈومنگو کو فتح کرنے کے بعد بھی وہ لیوسیانا پر زیادہ دیر تک اپنا قبضہ نہیں جما سکتا

لہذا اس نے اس علاقے کو امریکہ کے ہاتھوں بیچنے کا حکم دیدیا۔

لیوسیانا کی خرید و فروخت نیپولین بونا پارٹ اور جیفرسن کے مالی داؤ پیچ کا نتیجہ تھی۔ انیسویں صدی کے آغاز میں فوری سوال یہ پیدا ہو گیا تھا کہ نیو آرلینز سے لے کر تمام دریائی آبادی کا مالک کون بنے؟ ۱۷۶۲ء تک لیوسیانا کا سارا علاقہ فرانس کی ملکیت تھا، کیونکہ رابرٹ کیویر ڈی لاسیلے نے اس سرزمین کو سب سے پہلے دریافت کیا تھا۔ اور رابرٹ سیلے ۱۶۸۰ء سے اس مہم میں جٹا ہوا تھا۔ پورے ۸۱ برسوں کے بعد فرانس کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ ایک نو آباد ملک کا انتظام اور ملکیت بہت مہنگا اور جان جوکھم کا سودا ہے اور فرانس نے اس صوبے کو چپ چاپ سپین کے حوالے کر دیا اور چین کا سانس لیا۔ ٹھیک ۳۹ برس بعد امریکہ کی بڑھتی ہوئی ریاستی حدود سے سپین کو خطرہ محسوس ہوا اور اس نے لیوسیانا اور فلوریڈا کو دوبارہ فرانس کے حوالے کر دیا۔

اکتوبر ۱۸۰۲ء میں نیو ارلینز کے اسپینی حکام نے امریکی جہازوں کے لئے مسی سپی کا راستہ بند کر دیا۔ حالانکہ انھوں نے ابھی رسمی طور پر بندرگاہ کو نیپولین کے حوالے نہیں کیا تھا۔

نتیجے کے طور پر ایک ایسا ہنگامہ بپا ہوا کہ صورت حال کو سنبھالنے کا ذمہ جیفرسن کے کندھوں پر آپڑا۔ تمباکو، آٹے، سور کے گوشت، سکے۔ رستوں اور سیب لانے والے جہاز رانوں نے راجدھانی سے بڑے زور کا احتجاج کیا۔ ان آبادکاروں نے مانگ کی کہ امریکہ کی فوج ان کی حفاظت کرے۔ اب سوال یہ پیدا ہو گیا کہ فوج کو ان آبادکاروں کی حفاظت اور نگرانی کے لئے روانہ کیا جلئے یا نہ کیا جائے کیوں کہ پہلی صورت میں جنگ کا خطرہ تھا اور جیفرسن کے مستحکم اصولوں میں ایک بہت بڑا اصول یہ بھی تھا کہ اس نو عمر جمہوریت کو جنگ سے

پرے رکھا جائے۔ کیوں کہ ایک نئی قوم کے ارتقا اور نشوونما کو مسدود کر سکتی ہے اور اس کی تخلیقی قوتوں کو غلط راستے پر ڈال دیتی ہے۔

بہرحال جیفرسن نے جب یہ طے کر لیا کہ نئے امریکی براعظم کی سرزمین پر فرانس یا کسی دوسرے یورپی ملک کے قبضے کو روکنے کے لئے کوئی بھی قدم اٹھانے کے لئے تیار ہے تو اس نے لیونگسٹن کو جو وکیل بھی تھا اور تاجر بھی فرانس میں امریکی سفیر بنا کر بھیجا۔

اس کے بعد اس نے سینٹ سے اجازت مانگی کہ اس کے معتبر دوست کرنل جیمز مونرو کو فرانس میں وزیر خصوصی بنا کر بھیج دیا جائے۔ تاکہ دریائے مسی سپی اور اس کے مغرب کے علاقوں میں امریکی حقوق اور مفاد کا بہتر تحفظ کیا جا سکے اور ان مفاد کی مزید توسیع کی جائے۔"

نپولین کو نظر آرہا تھا کہ برطانیہ کے ساتھ خوفناک ترین جنگ ہونے والی ہے اور اس کی سمندری فوج قریب قریب نہ ہونے کے برابر ہے اس کے علاوہ جزائر غرب الہند میں فرانسیسی فوج کی پسپائی اور تباہی نے اس کا دل توڑا اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ لیوسیانا پر مزید قبضہ نہیں جما سکتا۔ لہذا اس نے طے کر لیا کہ لیوسیانہ کی فروخت کرنے ہی میں دانشوری ہے تاکہ اس سے جو رقم حاصل ہو اسے بہترین فوجی مقاصد کے لئے استعمال میں لایا جائے اس نے اپنے وزیر خزانہ بار بے کاربائس کو حکم دیا کہ ۶ کروڑ فرینکس یا ایک کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کے عوض لیوسیانا کے تمام تر علاقے کو فروخت کے لئے لیونگسٹن سے بات چیت کرے۔ (مونرو ابھی فرانس نہیں پہنچا تھا) اس سودے میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ فرانس کے ہاتھوں امریکی جہاز رانوں کو جو نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں امریکی شہریوں کو ان کا معاوضہ امریکہ ہی کو ادا کرنا ہوگا۔ ۳۰ مئی ۱۸۰۳ء میں لیونگسٹن اور مونرو نے لیوسیانا کو امریکہ میں شامل

کرنے کے معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ لیونگسٹن نے اپنے ہمسفیر کو بعد میں کہا تھا: "یہ ایک کام ہماری کل زندگی کا حاصل ہے۔" اس طرح ایک کم خرچ معاہدے سے جیفرسن نے امریکہ کے علاقے کو حقیقی معنوں میں دوگنا کر دیا تھا۔ پہلے امریکہ کی سرزمین تیرہ ریاستوں پر مشتمل تھی اب اس علاقے سے تیرہ مزید ریاستوں کی تشکیل کی گئی۔

جیفرسن کے نزدیک ان نئے علاقوں پر امریکی نظم و ضبط کو چلانے کا کام ابھی ختم نہ ہوا تھا۔ پرانے نقشے اور مطالبوں کا مطالعہ کرنے کے بعد جیفرسن کو یقین ہو چکا تھا کہ مغربی فلوریڈا پر بھی امریکہ جائز مطالبہ کر سکتا ہے۔ ۱۸۰۳ء میں جیفرسن نے کانگریس کو آمادہ کر لیا کہ "ساحلی، دریائی اور موبائیل دریا کے خلیج کے ناکوں" کو امریکہ کے محصولی اضلاع بنانے کے لئے اس کے صدارتی اختیارات میں اضافہ کر دیا جائے۔

سپین کی حکومت نے دبی زبان میں احتجاج کیا سپین کی کمزوری اس قدر واضح تھی کہ اس کی ماتحت آبادیاں آزادی کے خواب دیکھ رہی تھیں۔ اور فرانسیکو مرانڈا نے تو وینزویلا کو آزاد کرانے کی کوشش کر رہی تھی یہ اور بات کہ وہ ناکام رہا لیکن اس کی بجائے مرانڈا کا لیفٹننٹ سائمن بولیوار کامیاب ہو گیا جس نے ایک ایسی تحریک کا آغاز کر دیا جو جنوبی امریکہ میں سپین کے ماتحت تمام آبادیوں کو آزاد کرائے بغیر ختم نہ ہوئی ایک لحاظ سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر جارج واشنگٹن اپنے ملک کی آزادی کا بانی مبانی تھا تو جیفرسن جنوبی امریکہ کی آزادی کا موجد تھا۔

ریاست ہائے متحدہ پہلے ایک چھوٹا سا ملک تھا۔ جس کی آبادی پانچ چھ کروڑ کے لگ بھگ تھی۔ اس کے نامکمل دارالخلافے میں کوئی سات ہزار کے قریب لوگ رہتے تھے۔ دارالخلافہ سردیوں کے موسم میں کیچڑ اور دلدل کا سمندر بن جاتا تھا اور گرمیوں میں گرمی سے جھلس جاتا تھا۔ بہرحال اس کا اعتراف تو جیفرسن نے بھی کیا تھا کہ ملک میں

بھی صریحاً خوبیاں ہی خوبیاں نہ تھیں۔ اس نے کہا تھا:۔

" تجارت کی موجودہ تکلیف دہ حالت اور قانونی شعبے اور مالیات کے میدان میں سٹے بازوں کی فراوانی کو دیکھ کر میں آپ سے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ کسی شخص کا اعتبار نہ کیجئے "

برطانوی سفیر کے سکرٹیری آگسٹن جان فاسٹر نے گھر خط لکھا تھا کہ فیڈرل سٹی میں سوداگروں نے زمین کو اس طرح چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے کہ باغات کے لئے بھی جگہ باقی نہیں بچی۔ دارالخلافے میں ایسی اور بھی باتیں تھیں جو فاسٹر کو پسند نہ تھیں وہ اور اس کے ساتھ کے دیگر سفیر واشنگٹن اور میڈیمز کے زمانہ کے شاہانہ رسم و رواج کو ازسرِنو رائج ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن فاسٹر کو یہ ماننا پڑا تھا کہ سرکاری دعوتوں اور موقعوں پر جیفرسن زینت محفل بن جاتا تھا۔ اور خاص کر جب جیفرسن نے دوسری بار عہدے کا حلف اٹھایا تھا تو وہ عمدہ لباس میں ملبوس تھا۔

جیفرسن نے سٹیٹ سکرٹیری کے عہدے کے لئے ورجنا کے جیمز میڈیسن کو، محکمہ جنگ کے لئے، مساچوسٹس کے جنرل ہینری ڈیربان، اٹارنی جنرل کے عہدے کے لئے مساچوسٹس کے لیوی لنکن کو اور میری لینڈ کے سیموئل سمتھ کو بحری فوج کے سکرٹیری کے طور پر۔ پوسٹ ماسٹر جنرل کے عہدے کے لئے کنگٹی کٹ کے گاہیڈن گرینجر اور خزانے کے سکرٹیری کے طور پر پنسلوانیا کے ایلبرٹ گلیٹن کو نامزد کیا تھا۔ یہ وہ ہستیاں تھیں جن کے متعلق جیفرسن نے جان ڈکنسن کو لکھا تھا:۔

" اس ملک میں ایک منصف مزاج اور پائدار ری پبلکن حکومت کا قیام دوسرے ملکوں کے لئے ایک مثال اور نشان منزل بن جائے اور وہ اس قسم کی حکومت کے حصول اور اس کی مثال کی پیروی کی کوشش کریں گے "

امریکی قوم کے نزدیک یہ کابینہ قابل تعظیم تھی اور خاص کر ملکی اور خزانے کے محکمے نہایت ہی مضبوط ہاتھوں میں تھے۔ میڈیسن کی قابلیت کے سب قائل تھے۔ گیلیٹن کی پالیسی جنگ کے خلاف

تھی، ٹیکسوں کے خلاف تھی اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ گیلیٹن قرضے لینے کے بھی خلاف تھا گیلیٹن صحیح معنوں میں ایسا شخص تھا جو جیفرسن کو ان مالی معاملات کی پریشانیوں سے نجات دلا سکتا جو جیفرسن کے بس کا روگ نہیں تھے اور اس طرح اس نے جیفرسن کو ان پیچیدہ مسئلوں کے لئے بالکل آزاد کر دیا جن سے جیفرسن کو قدم قدم پہ دوچار ہونا تھا

سب سے پہلا کام تو جیفرسن کو یہ کرنا تھا کہ نئی نئی امریکی قوم کو یورپ کے اثرات سے آزاد کیا جائے۔ اس کام کے لئے یہ لازم تھا کہ امریکہ اپنے انداز کے سماجی اور قومی ادارے قائم کرے اور پرانی دنیا کے تصورات سے علیحدگی اختیار کرے۔

ان سب باتوں کے علاوہ جیفرسن اس بات پر اٹل تھا کہ جنگ ہرگز ہرگز نہ ہونی چاہئے۔ لیکن عین اسی وقت یورپ کی فضا میں جنگ کے خطرے کی گھنٹی سنائی دینے لگی۔ اور نپولین نے نئی دنیا میں فرانسیسی نوآبادکاریوں کو قائم کرنے کا حکم صادر فرما دیا اور بحر اوقیانوس کے اس پار نئی ابھرتی ہوئی جمہوریت کو دبانے کے موقع کو غنیمت جان کر یورپ کے شہنشاہوں نے نپولین کے اس حکم کی بھرپور مدح سرائی کی۔ کیونکہ اگر نئی دنیا میں جمہوریت کامیاب ہو جائے تو پرانی دنیا اس کے اثر اور نفوذ سے محفوظ کس طرح رہ سکتی تھی۔ افریقہ کے شمالی ساحل پہ واقع باربیری ریاستوں کے ساتھ جیفرسن امن وامان کی پالیسی پہ قائم نہ رہ سکا کیونکہ یہ ریاستیں بڑے بڑے طاقتور ملکوں سے پہلے خراج کے طور پر پیسہ وصول کرتی تھیں اور اس کے بعد ہی ان ملکوں کے جہازوں کو بحیرہ روم میں آنے جانے کی اجازت دیتی تھیں۔

بحیثیت صدر امریکہ جیفرسن نے ان لٹیروں کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ۱۸۰۱ء کے آغاز میں اس نے کمانڈر ڈیل کو چار جہازوں کے ساتھ باربیری ساحل کی طرف روانہ کیا۔ ڈیل نے اپنے مسلح جہازوں کو اس طرح ترتیب دی کہ یہ سمندری لٹیرے ڈر گئے اور وقتی طور پر اپنی پناہ گاہوں میں چھپ گئے۔

جب جیفرسن کی صدارت کی پہلی میعاد کے ختم ہونے کا وقت آیا تو دو ایسے واقعات رونما

ہوئے جن سے جیفرسن کو سخت صدمہ پہونچا۔ اس کی لاڈلی بیٹی میریا ایک طویل علالت کے بعد ۱۸۰۴ء میں جاں بحق ہوگئی۔ اسی برس ماہ جولائی میں ایرون برا پنے ارادوں میں الیگزنڈر ہیملٹن کی مبینہ مداخلت سے اس قدر برافروختہ ہوا کہ اس نے انتہائی غصہ کے عالم میں الیگزنڈر کو دوبدو لڑائی پر للکارا۔ یہ لڑائی نیویارک کے اس پار دریا پہ واقع نیوجرسی میں دی ہاکن ہائٹیس پہ ہوئی اور اس مقابلہ میں الیگزنڈر گولی کا نشانہ بن گیا۔

جیفرسن کے نزدیک ہیملٹن کے نظریات اور اس کے مالی پروگرام بھلے ہی ناقابل قبول تھے لیکن سماجی طور پر وہ اکثر و بیشتر ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی خلوص اور پیار سے ملتے تھے۔ اس دوستی کا ثبوت یہ ہے کہ مانٹی سیلو پہ جیفرسن کے مکان کے بڑے ہال میں جن چند ممتاز ہستیوں کے جو بت رکھے گئے ان میں الیگزینڈر ہیملٹن کا بت بھی تھا۔ رہا ایرون بر تو وہ ہاکن کی اس لڑائی کے بعد اس کا زوال شروع ہوگیا۔

صدارت کی پہلی میعاد کے ختم ہونے پر جیفرسن نے انتہائی مسرت کے ساتھ اعلان کیا تھا کہ "سترہ میں سے چودہ ریاستیں مکمل طور پر ہمارے ساتھ ہیں" اور نیز یہ کہ وہ دوسری بار کے لئے پھر اپنا نام بطور صدر امریکہ پیش کر رہا ہے۔ اس مرتبہ جیفرسن ۱۴ ووٹوں کے مقابلہ میں ۱۶۲ ووٹ سے جیت گیا۔ جب جیفرسن کی دوسری صدارتی میعاد شروع ہوئی تو اس کے دشمن عارضی طور پر خاموش ہو گئے تھے اور ایک اقبال مند قوم جیفرسن کو تعریفی اور احسان مند نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

امریکی ریاستوں کی یونین نے اس وقت تک جیفرسن کی تمام توقعات کو پورا کیا تھا۔ لیکن ایک بات ابھی تک غیر یقینی تھی۔ کیا یہ یونین داخلی اور خارجی حملوں کی تاب لا سکے گی؟ اس سوال کا جواب جیفرسن کو اس وقت ملا جب وہ دوسری مرتبہ امریکہ کا صدر چنا گیا تھا اور ایک ایسے شخص کے ذریعے ملا جس پر جیفرسن بآسانی شک نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا اپنا نائب صدر ایرون بر۔

۱۸۰۶ء میں ایرون برنے مغربی علاقے کا دورہ کیا، اور بہت سی زمین خریدنے کا انتظام کرآیا۔ اس کے بعد حالات بہت تیزی کے ساتھ بدلے اور ایرون بر کے جھنڈے تلے لوگ جوق در جوق جمع ہونا شروع ہو گئے۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ وہ ایک مغربی سلطنت کے بانی قرار دیئے جائیں اور اس سلطنت کی حدیں میکسیکو تک پھیل جائیں اور اس کا دارالخلافہ نیو آرلینز کو بنایا جائے۔ اوہیو کینٹکی ٹینیسی اور مسی سپی کی ریاستیں ایرون بر کی مخالفت پر اتر آئیں اور انجام کار اسے گرفتار کر لیا گیا۔ جیفرسن ان ریاستوں کی وفاداری پر باغ باغ ہو گیا اس نے اوہیو کے گورنر ٹفن کو خط میں لکھا۔

"عوام نے اس سازش کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے جو اگر کسی اور ملک میں ہوتی تو اسے دبانے کے لئے فوج کو طلب کرنا پڑ جاتا۔ امریکی عوام نے ثابت کر دیا ہے کہ مضبوط ترین حکومت وہی ہے جس میں ہر آدمی یہ محسوس کرے کہ وہ اس کا حصہ ہے۔"

جب رچ مونڈ میں ایرون بر کو چیف جسٹس مارشل کے سامنے پیش کیا گیا تو چیف جسٹس نے یہ اجازت نہ دی کہ اس کے خلاف غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔ لہذا مقدمہ مجرمانہ فعل کے الزام میں چلا۔ ثالثوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ——"ہمارے سامنے جو ثبوت فراہم کئے گئے ہیں ان کے پیش نظر ملزم قصوروار نہیں ہے ——" اور ایرون بر یورپ بھاگ گیا۔ جیفرسن کے ساتھی اگرچہ بر کا مقدمہ ہار گئے تھے، لیکن امریکی ریاستوں کے اتحاد کی پختگی پر انہیں اور بھی زیادہ یقین ہو گیا تھا۔ مغربی ممالک نے بھی یہ اشارہ سمجھ لیا تھا کہ امریکی ریاستیں متحدہ ریاستیں ہیں۔ جیفرسن کے خیال کے مطابق ایرون بر کے مقدمے میں جسٹس مارشل کا رویہ اس بات کا ایک اور مزید ثبوت تھا کہ عوامی حکومت کے دشمنوں نے انتخاب میں شکست کھانے کے بعد قانونی عدالتوں کی پناہ لے لی ہے جسٹس مارشل کے بارے میں جیفرسن کو پہلے ہی سے شک تھا کیوں کہ ماربیری اینڈ میڈیسن کے مقدمے میں مارشل نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ کانگریس کے منظور شدہ قوانین کے اعتبار سے سپریم کورٹ

آئین کی ترجمانی کر سکتی ہے اور اس حد تک جا سکتی ہے کہ ان قوانین کو غلط اور مسترد بھی قرار دے دے۔ جیفرسن نے "آئین میں ججوں کی دست درازی" کے خلاف عمر بھر جہاد کیا۔

اگر دو مزید واقعات ظہور پذیر نہ ہوتے تو ممکن تھا کہ امن اور خوش حالی کا دور دورہ رہتا۔ برطانی جہاز امریکی جہازوں کا راستہ روکنے لگے تھے اور قطع نظر اس کے کہ وہ کس ملک کے باشندے ہیں ملاحوں کی جبری بھرتی کرنے لگے تھے۔

نپولین نے برطانی جزائر کی ناکہ بندی کا حکم دے دیا اور ان سے کسی قسم کی تجارت کی ممانعت کردی۔ برطانیہ کی سرکار نے نپولین کے اس اقدام کا جواب اس اعلان میں دیا کہ وہ بندرگاہیں جو برطانوی جہازوں کی آمد و رفت پر پابندی لگائیں گی ان کے خلاف بھی اسی قسم کی کڑی کارروائی کی جائے گی۔ نسبتاً کم طاقتور امریکہ اپنی چھ کروڑ کی آبادی اور مسلح تجارتی کشتیوں پر مشتمل چھوٹی سی بحری فوج کے پیش نظر انگلستان اور فرانس کے ساتھ جنگ نہ کر سکتا تھا۔ انگلستان اور فرانس اب تمام دنیا میں اپنی تجارتی برتری کی آخری اور فیصلہ کن جدوجہد میں ایک دوسرے کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے۔

امریکی بندرگاہوں میں غیر ملکی جہازوں کی آمد پر پابندی لگانے کے سوال پر غور کرنے کے لیے، جیفرسن نے کابینہ کا اجلاس بلایا۔ تاریخ کے کئی مبصرین نے جیفرسن کے اس اقدام کو اس کے عہد صدارت کی سب سے بڑی غلطی کہا ہے۔ کیوں کہ جہازوں کی آمد و رفت کی ممانعت برطانی تجارت کی نسبت امریکی تجارت کے لیے زیادہ تباہ کن ثابت ہوئی۔ جیفرسن نے یہ قدم اس غرض سے اٹھایا تھا کیوں کہ اس کے علاوہ اب اس کے سامنے دو ہی راستے تھے اور اس موقع پر ان دونوں میں سے کوئی بھی راستہ اختیار نہ کیا جا سکتا تھا۔ ایک راستہ تو تھا اطاعت کا اور دوسرا جنگ کا۔ لہٰذا جیفرسن نے سوچا تھا کہ کسی نہ کسی قسم کا دباؤ ضرور ڈالا جائے گا اور نوعمر امریکہ کے کمزور حالات کے پیش نظر یہی طریقہ سب سے بہترین ہے کہ اس دباؤ کو حتی الوسع "پرامن دباؤ" کی صورت دے دی جاتی۔

اس ممانعت کے تحت سمندری راستے سے مال کی درآمد برآمد کرنے والوں کے مفاد کو فوری دھکا لگا۔ لیکن وہ لوگ بڑی ہنرمندی اور چالاکی کے ساتھ مال کی خفیہ درآمد برآمد کر سکتے تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ انھوں نے ایسا کیا بھی۔ لیکن اس امتناعی قانون کا اثر جنوبی علاقوں میں کپاس، چاول اور تمباکو کی پیداوار کرنے والے کسانوں کے حق میں تباہ کن ثابت ہوا۔ کیوں کہ ان لوگوں کی صرف انگلستان کے ساتھ ہی تجارت تھی۔ بہرحال امتناعی ایکٹ ایک لحاظ سے بہت مؤثر بھی ثابت ہوا۔ اس کے لاگو ہوتے ہی گھریلو صنعت اور دستکاری کو تقویت ملی۔ یورپ سے مال کی آمد و رفت ختم ہو جانے کی وجہ سے کھیتوں سے گھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے قصبوں میں اور خاص کر نیو انگلینڈ کے علاقے میں صنعت و حرفت کے بے شمار کارخانے کھل گئے۔ جیفرسن نے اس بات کو تسلیم کرنے میں دیر نہ کی کہ صنعت و حرفت اور تجارت بھی کاشتکاری سے کچھ کم اہم نہیں۔

جہازراں اور تاجر حلقوں نے اس ایکٹ کا پندرہ ماہ تک مقابلہ کیا اور اس کی خلاف ورزی کرتے رہے۔ آخر کار جیفرسن نے یہ شرط اٹھا دی اور امتناعی ایکٹ کی جگہ عدم ربط و ضبط کا قانون لاگو کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے دشمنوں نے اس بات پر یہ کہا کہ یہ ایکٹ جیفرسن کی مزید ناکامی کا ثبوت ہے اور اس کے دوستوں نے یہ دلیل پیش کی کہ امتناعی ایکٹ محض تجرباتی ایکٹ تھا اور اس نے کم از کم ہمارے ملک کو جنگ کے شعلوں سے محفوظ رکھا۔

جب جیفرسن کی دوسری صدارتی میعاد ختم ہوئی تو اس نے تیسری بار نامزدگی سے انکار کر دیا اور کرسیٔ صدارت خوشی خوشی جیمز میڈیسن کے حوالہ کر دی۔ نہ اس بات کو تسلیم کرتا تھا کہ عوام کے لئے انصاف پسند اور دانشور حکومت کے بارے میں اس کا جو تصور تھا وہ پایہ تکمیل کو نہیں پہونچ سکا۔ لیکن اسے اس بات کا یقین تھا کہ دنیا کے اور کسی بھی نظام حکومت کے مقابلے میں امریکہ کا نظام اس کے نظریئے سے کہیں زیادہ قریب تھا اور اب آخر کار ۶۶ برس

کی عمر یہ وہ مانٹی سیلو واپس جا سکتا تھا اور اپنے گھرانے، کتابوں۔ پالتو پرندوں اور باغات کے درمیان فراغت اور امن چین کی زندگی گزار سکتا تھا۔

نواں باب

مانٹی سیلو

عہدِ انقلاب کے جن سورماؤں کی جیفرسن کے ساتھ مسلسل دوستی رہی تھی ان میں جنرل تھاڈسیس کاسسکو بھی تھا۔ اس عظیم پول کے نام ایک خط میں دانائے مانٹی سیلو نے اپنی روزانہ کی سرگرمیوں کی پوری تفصیل لکھدی تھی:۔

"صبح سویرے تو میں آئے ہوئے خطوط پڑھتا ہوں اور ان کا جواب دیتا ہوں۔ ناشتے سے لے کر ڈنر کے وقت تک میں اپنی دوکانوں اور باغات میں کام کرتا ہوں یا گھوڑا سواری کرتا ہوں — ڈنر کے بعد اندھیرا ہونے تک اپنے احباب اور پڑوسیوں کے ساتھ وقت گزارتا ہوں — دیا بتی کے وقت سے لے کر سونے کے وقت تک مطالعہ کرتا ہوں۔ ہل اور مراون کے متعلق دوستوں اور احباب سے صلاح مشورہ کرتا ہوں۔ اور اس بیش بہا نعمت کا خوب خوب فیض اٹھا رہا ہوں کہ میں جیسا چاہوں ویسا ہی بغیر روک ٹوک کے کہہ سکتا ہوں اور کر سکتا ہوں"۔ جیفرسن نے یہ بھی لکھا تھا کہ وہ اپنے اس پاس کے نوجوانوں کو ان کے مطالعہ کے بارے میں صلاح مشورے بھی دیتا ہے اور انھیں اپنی لائبریری سے کتابیں بھی مستعار دیتا ہے اور ان کی توجہ اس موضوع پر مرکوز کرنے کی کوشش کرتا ہے جو "دنیا بھر کے علوم کا اہم ترین موضوع ہے۔ یعنی آدمی کی آزادی اور اس کی مسرت"۔

لیکن آٹھ برس کے صدارتی عہد کے دوران میں اس کی مالی حالت اس کی توقعات

سے بھی کہیں زیادہ گر چکی تھی اور مانٹی سیلو پہنچتے ہی جیفرسن اس جد وجہد میں مصروف ہو گیا کہ اپنے اخراجات کے مطابق آمدنی بھی پیدا کرے اور جب تک کسی شخصی مہمان نوازی کا اصول دل و جان سے عزیز رہے گا تب تک اخراجات میں کمی نہیں آسکتی ــــ اور جیفرسن جیسے پرانے وقتوں کی جنوبی تہذیب کے ایک پیکر سے یہ توقع ہی نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ اپنی مہمان نوازی میں رتی بھر بھی فرق آنے دے۔

اس کی فارم بک[1] کھیتی باڑی سے متعلق معمولی سے معمولی بات پر بھی بہت وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے۔

جیفرسن اس بات سے بہت خوش تھا کہ مانٹی سیلو کے مکان کی دیکھ بھال اس نے اپنی بیٹی مارتھا (جو کہ تھامس مان اینڈ ولف کی بیوی تھی) کو سونپ دی تھی۔
بحیثیت کاشتکار جیفرسن کبھی کامیاب رہا اور کبھی ناکام۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے داماد سے کہیں زیادہ کامیاب تھا۔ اینڈ ولف پہلے تو کانگریس کا ممبر بنا اور بعد ازاں ورجینا کا گورنر بنا دیا گیا۔ لیکن کھیتی باڑی کے معاملہ میں اسے کامیابی نصیب نہ ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مارتھا اور اس کے گیارہ بچوں کا بوجھ جیفرسن پر آپڑا۔ اس کے علاوہ اپنی دوسری بیٹی میریا کے ننھے بچے فرانسس ایپس کا بھی وہی کفیل تھا۔
اینڈ ولف کی ناکامیوں کی تلافی کے لئے جیفرسن کو اپنا سب سے بڑا پوتا تھامس جیفرسن بہت کافی تھا۔ تھامس جیفرسن اینڈ ولف مارتھا کا بہت ہی ہونہار بچہ تھا۔
جیفرسن کو مانٹی سیلو پہ چین اور آرام کی جو توقع تھی وہ پوری نہ ہوئی۔ امریکہ کے مختلف حصوں سے اور مختلف ملکوں کی خط و کتابت کا بوجھ اب پر آپڑا تھا۔ لیکن اس

---

[1] سا چوسٹیس کی مجلس تاریخ نے تحفے کے طور پر یہ کتاب دی تھی اور ۱۹۵۲ء میں امریکن فیلا ڈیلفیا سوسائٹی کے لئے ایڈون موریس بٹ نے اس کتاب کو ترتیب دے کر ۱۹۵۳ء ہی میں شائع کیا۔

کے ساتھ ہی سب سے بڑا بوجھ تو بے شمار ملاقاتیوں کا تھا۔ میڈیسن اور مونرو جیسے مدبران سلطنت، چیسٹ لاک جیسے غیر ملکی ممتاز مہمان اور کورا ڈی لیرا جیسے سائنس داں سے مل کر جیفرسن کو انتہائی مسرت ہوتی تھی۔ لیکن دخل در معقولات کرنے والوں پر اسے سخت غصہ آتا تھا اور جب گرمیوں کے موسم کا آغاز ہوتا تھا تو جیفرسن شکر ادا کرتا تھا، کہ اب وہ اپنی بگھی یا ٹم ٹم میں بیٹھ کر یا پھر جنگلات میں جاکر آرام کر سکتا ہے

اسی زمانہ میں ڈاکٹر رُش اپنے کردار کی انوکھی اور تیکھی صفات کو کام میں لاکر درپردہ ایسی تدبیریں اختیار کر رہے تھے جن کے ذریعہ جیفرسن اور جان ایڈمز کو قریب لایا جا سکے وہ ایک دوسرے کے پرانے شناسا تو تھے لیکن روٹھے ہوئے سے تھے۔ ڈاکٹر نے ایک تجویز یہ بھی اختیار کی کہ اس مصالحت کے سلسلے میں ایڈمنز سے اپنے ایک خواب کا ذکر کرے۔ ایڈمز نے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا تھا ـــ "مجھے تمہارے خواب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اس خواب کا تعلق تاریخ سے نہیں ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کا تعلق پیشگوئی سے ہو۔" آخر کار رُش نے جیفرسن کے نام ایک بہت ہی بیباک خط لکھا ـــ "مجھے یقین ہے کہ اگر دوستی کا ہاتھ پہلے تم بڑھاؤ گے تو ایڈمز بڑی گرمجوشی سے اسے قبول کرے گا۔ وہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے اور اب اسے اپنے پرانے انقلابی دوستوں ہی کا آسرا ہے ـــ"

اس خط کا جواب دیتے ہوئے جیفرسن نے لکھا تھا ـــ "میں نے ہمیشہ اسے ایک ایمان دار انسان سمجھا ہے۔ صرف یہی نہیں وہ ایک عظیم شخص بھی ہے، لیکن کبھی کبھی وہ غلطی پر ہوتا ہے اور فیصلے جلد کر بیٹھتا ہے"

۱۸۱۲ء کے سال نو کے یوم مبارک پر ایڈمز نے جیفرسن کو ایک محبت بھرا خط

ـــــــــــــــ

۵ بنجامن رُش کے خطوط ـ ایڈیٹر بٹر فیلڈ

لکھا۔ جیفرسن نے جواب دیتے ہوئے ایڈمیز کے لیے اپنے احترام اور خلوص کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ ایڈمیز کے خط نے ”مجھے ان پرانے وقتوں کی یاد دلادی ہے جب کہ قدم قدم پر مشکلات اور خطرات تھے اور ہم ایک ہی مفاد کے لیے شانہ بشانہ جد و جہد کر رہے تھے۔“ اس خط سے ان دونوں کے درمیان ایک طویل اور مفصل خط و کتابت کا آغاز ہو گیا اور ان خطوں میں سب سے زیادہ بحث آمریت ہی کے موضوع پر ہوئی۔ جیفرسن نے اس بحث کا آغاز ان الفاظ میں کیا تھا۔

”یونان اور روم کو ان دو سوالوں نے اس ابدی ہنگامے میں الجھائے رکھا کہ امرا کی حکومت یا عوام کی حکومت کو برسر اقتدار آنا چاہیے۔“ اس خط کا جواب دیتے ہوئے ایڈمیز نے لکھا تھا۔“ لیکن امرا سے آپ کا مطلب کیا ہے؟ یہ امرا کون ہیں۔ ورثہ اور دولت جب دونوں مل جاتے ہیں تبھی دو چیزیں ہر دور میں قابلیت اور صفات پر سبقت لے جاتی ہیں۔“ کیا سائنس یا اخلاق یا فلسفہ یا تنقید یا عیسائیت نے کہیں ظاہر کیا ہے کہ عالی نسب میں ہونا صرف ایک حسن ظن ہے۔ ہم اسے جذبات پرستی یا حسن ظن کا نام دیتے ہیں۔

لیکن میرے خیال میں یہ طبعی تاریخ کا ایک جزو ہے“

جواب میں جیفرسن نے لکھا ”میرے خیال میں خوبی اور اہلیت پر مبنی رئیسی قدرت کا بہترین عطیہ ہے۔ تعلیم کے معاملے میں بھی، امانت داری کے معاملے میں بھی اور سماج کی حکومت سنبھالنے کے معاملے میں بھی۔“

بحث کے اس نقطے پر جیفرسن اپنے ایک منظور نظر دعوے پر اتر آیا کہ ریاستہائے متحدہ نے دنیا کو ایک نئی طرز کا انسان دیا ہے (یہاں ہر ایک شخص اپنی ملکیت یا اپنے خاطر خواہ حالات کے تحت قانون اور نظم و نسق کی مدد کا خواہاں ہے) امریکہ کی مثال نے لوگوں کے اندر حقوق کے احساس کی شمع روشن کی ہے۔

اپنے جواب میں ایڈیمز نے رئیسی کی اپنی ہی وضاحت پیش کرنے پر اصرار کیا۔ "موروثی اور بناوٹی رئیس کے درمیان تم نے جو فرق پیدا کیا ہے وہ مجھے بے بنیاد نظر آتا ہے مصنوعی آمریت اور شہنشاہیت اور سماجی، فوجی، سیاسی اور وراثتی مطلق العنانی یہ دونوں اوصاف اور اہلیتوں کی قدرتی برتری سے ہی پیدا ہوئی ہیں۔

ایڈیمز نے خط وکتابت کا رُخ فوراً ہی مذہب کی طرف موڑ دیا۔

"انسانی نسل کے سامنے یہ سوال ہے کہ کیا خدائے ارض وسما دنیا پر اپنے ہی قوانین کے تحت حکومت کرے گا یا پادری اور شہنشاہ جعلی معجزوں سے اپنی حکومت چلائیں گے۔ کیا یہ حکومت اٹھارہ سو برسوں سے پوپ اور پادریوں کی متواتر جانشینی سے ملتی آئی ہے یا کوئی روح اقدس اسے متبرک تیل کی شیشی میں فاختہ کی شکل دے کر آسمان سے لائی تھی؟"

اپنے اگلے خط میں ایڈیمز نے بحث میں اپنے عہد حکومت اور جیفرسن کے عہد حکومت کے موازنے کی طرف اشارہ کیا۔

"تواریخ میں تمھاری شخصیت بآسانی پہچانی جاسکتی ہے۔ فلسفی تمھارے عہد حکومت کو دور اندیشی اور دانشوری کا عہد کہیں گے اور سیاست داں اسے کمزوری مصنوعی پن اور ناعاقبت اندیشی کا عہد کہیں گے۔ رہا میرے وقت کے نظام حکومت کا سوال اس کا کسی زمرے میں شمار نہیں کیا جائے گا۔"

جیفرسن ان لوگوں کے معاملہ میں جن میں جان ایڈیمز بھی شامل تھا اکثر و بیشتر تحمل کھو بیٹھتا تھا۔ کیونکہ انھیں عیسیٰ مسیح کی ذات میں ایک سیدھا سادا اور گھریلو معلم نظر آتا تھا۔ اس نے ایڈیمز کو خط میں لکھا تھا: "جن پاکیزہ اصولوں کی اس نے تعلیم دی تھی ان تک رسائی اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم ان مصنوعی لباسوں کو ان پر سے اتار دیں جو پادریوں نے ان کے گرد لپیٹ رکھے ہیں۔ پادریوں نے انھیں اپنے اقتدار اور دولت کا

ذریعہ بنانے کے لئے کئی کئی طرح سے مسخ کر دیا ہے "۔

جیفرسن اس بات پر مصر تھا کہ بنیادی طور پر یسوع مسیح کی عزت اس کے اخلاقی نظریات اور اس کے اس اصول کے لئے ہونی چاہئے جس کے تحت انسان نہ صرف ایک فرد ہے بلکہ ایک سماجی رکن ہے۔ ایڈیمز نے اس دعوے کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا "میرے سیاسی عقیدے کا بنیادی جزو یہ ہے کہ ایک مقبول عام جماعت کی اکثریت، امراء کی کاؤنسل مطلق العنان نظامِ حکومت اور ایک واحد شہنشاہ کی حکومت ان سب کے اختیارات کلی یکساں طور پر کلی ہوتے ہیں۔"

جیفرسن نے اس دلیل کا جواب دیتے ہوئے لکھا تھا کہ فنون لطیفہ اور سائنس سے ہی قومی اخلاق پروان چڑھتا رہا ہے اور ان کا قدرتی اثر یہ ہے کہ وہ رائے عامہ کو روشنی دے۔ اسے ایک قوت محاسبہ کی شکل دے دیتے ہیں جس کے سامنے اپنی شہرت کو برقرار رکھنے کے لئے بڑے بڑے مطلق العنان بھی کانپ جاتے ہیں۔

اور اس کے بعد جیفرسن نے اپنے ایک بنیادی اصول کو پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔ "میرا عقیدہ ہے کہ دیکھنے، سننے اور محسوس کرنے کی جس کی طرح اخلاقی حس بھی ہمارے جسم کا ضروری حصہ ہے۔ خالق بصیرت نے محسوس کر لیا ہے کہ ایک ایسے جانور کے لئے جس نے سماج میں رہنا ہے یہ حس بھی ضروری ہے۔ ہر انسانی ذہن دوسرے سے نیکی کر کے خوشی محسوس کرتا ہے خوبی کا تعلق ہے، فعل سے نہیں بلکہ اس مقصد سے ہے جو فعل میں ہمارے مدنظر ہوتا ہے۔"

ان دو سابق صدر حضرات کے درمیان اور بھی کافی خط و کتابت رہی۔ جیفرسن کی نسبت ایڈیمز جلد خط لکھتا تھا۔ کیونکہ جیفرسن کی کلائیوں میں تناؤ آنا شروع ہو گیا تھا اسی طرح ۱۸۲۶ء کا آغاز ہو گیا۔

اسی برس مارچ کے مہینے میں جیفرسن نے مارتھا کے سب سے بڑے لڑکے یعنی اپنے

پوتے تھامس جیفرسن اینڈولف کے لئے ایڈیمز کے نام ایک تعارفی خط بھیجا۔ ایڈیمز نے اس کا جواب ماہ اپریل میں بڑی گرمجوشی کے ساتھ دیا۔ ان کی خط وکتابت کے سلسلے کا یہ آخری خط تھا۔ چند ہی ہفتوں کے اندر اندر ۴ جولائی ۱۸۲۶ء کو دونوں ایک ہی دن انتقال کر گئے۔ ان کی موت میں صرف ایک گھنٹہ کا وقفہ تھا۔ ایڈیمز اس وقت ۹۱ برس کا تھا اور جیفرسن ۸۳ برس کا۔

جیفرسن چوں کہ انسان تھا اور خدا نہیں تھا۔ لہٰذا اپنی رائے اور اپنے فیصلوں میں غلطی بھی کر جاتا تھا۔ لیکن ۱۸۱۲ء کی جنگ سے متعلق واقعات نے اسے جتنا غلط ثابت کیا اتنا غلط وہ شاذونادر ہی ہوا ہوگا۔ انگلستان کے بارے میں اس نے کوسیکو کو خط لکھتے ہوئے پیشین گوئی کی تھی کہ "ہمارا موجودہ دشمن سمندر پر قابض ہو جائے گا اور اس کے مقابلے میں خشکی پر ہمارا اہم اور نمایاں دخل ہوگا اور ہم اپنے حریف کو اپنے براعظم کے ایک ایک چپے سے باہر نکال پھینکیں گے۔"

حب الوطنی کے بے پایاں جذبات کی رو میں بہہ کر جیفرسن نے ایک بار لکھا تھا۔ "مجموعی طور پر میرا خیال ہے کہ یہ لڑائی انتہائی نیک شگون سے شروع کی جارہی ہے اتنے خوش گوار حالات اس سے پہلے کسی ملک کو حاصل نہیں ہوئے۔" لیکن برطانوی فوجوں کو کامیابی حاصل ہوتی رہی اور ہیمپٹن کی سڑکوں اور ڈیلہ وارے دریا کی ناکہ بندی بدستور جاری رہی، حتیٰ کہ جیفرسن کو مایوس ہو کر ماننا پڑا کہ جنگ دشمن کی فتح کی شکل اختیار کر رہی ہے اور پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس سے ساری قوم میں تہلکہ مچ گیا۔ ۱۸۱۴ء میں مساچوسٹس کی ریاست نے نیو انگلینڈ کی دوسری ریاستوں کو ہارٹ فورٹ کنگٹیکٹ اپنے نمائندے بھیجنے کی دعوت دی تاکہ جنگ کے متعلق بحث کی جاسکے اور اس سلسلے میں آئندہ تجاویز پر غور کیا جاسکے۔ ہر شخص جانتا تھا کہ اس اجلاس کے پس منظر میں کونسا جذبہ کارفرما ہے اور وہ تھا ریاست ہائے متحدہ سے مکمل علیحدگی۔

نیوانگلینڈ کی ریاستوں کے پانچ نمائندے ہارٹ فورڈ بھیجے گئے۔ اس اجلاس میں آئین کی اصلاح کے متعلق بہت سخت نوعیت کی متعدد تجاویز منظور کی گئیں۔ مساچوسیٹس اور کنکٹی کٹ کی قانون ساز اسمبلیوں نے واشنگٹن میں اپنے نمائندے بھیجے تاکہ کانگریس سے درخواست کی جائے کہ وہ ان اصلاحات کو قبول کرے۔ لیکن واشنگٹن میں ان نمائندوں کی یہ خبر منتظر تھی کہ اینڈریو جیکسن نے برطانی فوجوں کو نیو آرلینز پر شکست فاش دی ہے اور نیز یہ کہ کرسمس سے ایک دن پہلے گھنٹ کے مقام پر ایک سمجھوتے کے معاہدے پر دستخط ہوگئے ہیں۔ اس کے بعد تسخیر کا سلسلہ شروع ہوا اور بات یہاں تک پہونچی کہ غداری کے الزام کے خوف سے فیڈرلسٹ پارٹی کا قلع قمع ہی کر دیا۔

نیوانگلینڈ کی ریاستوں نے مکمل علیحدگی کی جو دھمکی دی تھی اس سے جیفرسن قطعاً نہ چونکا۔ مساچوسیٹس کے انحراف کے متعلق جیفرسن نے لکھا تھا۔ "یہ حالات اگرچہ موافق نہیں ہیں۔ لیکن ایسی کوئی خطرے کی بات بھی نہیں ہے۔ ان ریاستوں کے عوام خود ہی ان دھڑہ بازوں کو نیچا دیں گے ــــ"

دارالسلطنت میں وہائٹ ہاؤس کی عمارت اور واشنگٹن کی لائبریری کے برطانوی فوجوں کے ہاتھوں جلائے جانے کی خبریں سب سے زیادہ تشویش انگیز تھیں۔ جیفرسن نے اپنی تقریباً دس ہزار کتابوں کو کانگریس کے ہاتھوں فروخت کر کے لائبریری کو پھر سے قائم کرنے کی پیش کش کی۔ کانگریس میں ایک بل کے ذریعہ منظور کیا گیا کہ آتش زدہ لائبریری کی جگہ پر جیفرسن کو اپنی لائبریری قائم کرنے کے لئے ۲۳ ہزار نو سو پچاس ڈالر دے دیئے جائیں۔ آج بھی اس لائبریری میں ایسی کتابیں موجود ہیں جن کے حاشیوں پر جیفرسن کے ہاتھ کی عبارت درج ہے۔

جیفرسن نے لیفائیٹ کو ایک خط لکھتے ہوئے اپنے زمانے کا حال بیان کیا تھا اور یہ الزام لگایا تھا کہ روپیہ پانے والے برطانوی ایجنٹ مساچوسیٹس میں سیاسی کارروائیاں

کر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں اس نے جان ایڈمیز کو بھی ایک خط لکھا تھا۔ اس خط میں جیفرسن نے برطانوی عوام کے متعلق لکھا تھا:۔

"اگر یہ لوگ ایک ایسی حکومت کے ماتحت ہوتے جو ہمارے ساتھ انصاف اور مساوات کے ساتھ پیش آسکتی تو نسب، زبان، قوانین اور آداب معاشرت کے جو رابطے ہمارے درمیان قائم ہیں انھیں پوری سختی سے محسوس کرتا۔ ایک پاکیزہ تر حکومت ہم کو ویسا ہی پائے گی جیسے ہم ہیں۔ ہم قدرتی طور پر ان کے دوست اور بھائی بندھ ہیں اور دنیا کی کوئی قوم ان سے بھائی چارہ بنائے رکھنے میں اتنی دلچسپی نہیں لے سکتی جتنی ہم لے سکتے ہیں۔"

لیکن مانٹی سیلو پر جیفرسن کا وقت سیاسی معاملات میں بہت ہی کم گزرا۔ وہ اپنی کھیتی باڑی، گھربار اور پیمائش کے کام سے بہت حد تک مطمئن تھا۔ پیمائش کے آلے کی ایجاد میں جتنی خوشی جیفرسن کو ہوئی تھی، شاید ہی کسی کو ہوئی ہوگی۔ ان میں سے کچھ تو اس نوعیت کے تھے کہ بہت سا وقت بچ جاتا تھا اور کچھ محض اس مقصد سے بنائے گئے تھے کہ ملاقاتی وغیرہ ان کو دیکھ کر متاثر ہوں۔

جیفرسن کے اس زمانہ خانہ نشینی میں ایک انگریز ملاقاتی لیفٹیننٹ فرانسس ہال مانٹی سیلو گیا اور جیفرسن کے بارے میں اس کے یہ تاثرات ہیں کہ وہ ـــ "قدآور دشمن تھا، لیکن عمر کے بوجھ سے کچھ کچھ خمیدہ کمر ہو چکا تھا۔ وہ بہت ہی دلچسپ موضوعات پر انتہائی شائستگی اور فلسفیانہ انداز میں پہروں گفتگو کر سکتا تھا۔" جیفرسن نے خود اپنی صحت کے بارے میں چارلس تھامسن کو ایک خط میں لکھا تھا:۔

"کمزوری کی بنا پر زیادہ تر چل تو نہیں سکتا تھا، لیکن گھوڑسواری اب بھی بڑے آرام سے کر سکتا ہوں۔ دن میں کم از کم دو یا تین گھنٹے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر سیر کرتا ہوں۔

رات کے وقت پڑھنے کے لئے آنکھوں کو عینک کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور

دن میں حروفِ خفی پڑھنے میں عینک کی ضرورت محسوس ہوتی ہے
اب کانوں کو پہلے کی طرح اتنا صاف سنائی نہیں دیتا۔
کوئی دانت ابھی تک نہیں ہلا۔
سب سے زیادہ کوفت خط و کتابت سے ہوتی ہے جو تکلیف دہ حد تک محنت طلب ہو۔"

۱۸۱۹ء میں میریا کاسوے کا ایک خط آیا۔ تیس برسوں سے اس اینگل اٹیلین عورت نے جیفرسن کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ ختم نہ ہونے دیا تھا۔ جنگ، امتناعی ایکٹ کے واقعات اور عداوتیں ان کی خط و کتابت میں حائل ہوتی رہیں۔ اس اثنا میں میریا کے ایک بچہ بھی ہو چکا تھا اور اس کے ایک بچے کی وفات ہو چکی تھی۔ وہ اٹلی واپس چلی گئی تھی اور وہاں اس نے لوڈی میں لڑکیوں کے لئے ایک کالج کی بنیاد ڈالی تھی، جو اب بھی وہاں قائم ہے[1] اور پھر اپنے خاوند کی صحت گر جانے کی خبر سن کر وہ لندن واپس چلی گئی تھی۔ جہاں سے اس نے ۱۸۱۹ء میں جیفرسن کو خط میں لکھا تھا۔ "میں نے تمہارا نام اخبارات میں اکثر و بیشتر پڑھا ہے۔ تمہارے معزز طریق حیات کے مختلف مراحل سے آشنا ہوں اور مجھے تم سے ایسی ہی توقع تھی۔ سچ جانو۔ نہ جانے کتنی بار میں نے امریکہ کے بارے میں سوچا ہے۔ تم میرے اس خط کے جواب میں چیلاٹ[2] اور پیرس کی بجائے مانٹی سیلو کے بارے میں بتاؤ اور جو کچھ کرتے رہے ہو اس کے بارے میں کچھ لکھو"
۲۷ دسمبر ۱۸۲۰ء تک جیفرسن میریا کے اس خط کا جواب نہ دے سکا تھا۔

---

[1] ۱۹۵۲ء میں کالجیو میریا ایس ایس یا جینا کی ڈائریکٹریس سسٹر پرینا رینری تھی اس نے ہمیں یہ تصویر دی تھی جو کتاب کے شروع میں شائع کی گئی ہے۔

[2] پیرس میں جیفرسن کے مکان گریلے ڈی چیلاٹ کو مسز کاسوے اسی نام سے یاد کرتی تھی۔

اب پھر اس نے جواب دیا تو بتایا کہ وہ اس پر جوش نوجوان سے کتنا مختلف ہو چکا تھا جس نے کبھی اس کو پیرس سے خط لکھے تھے اس نے بتایا کہ اب وہ گیارہ پوتوں اور نصف درجن پڑپوتوں کے درمیان ایک بزرگ کی حیثیت میں زندگی گذار رہا ہے۔ پیرس میں بے لاغرض اور مخلص دوستوں کے بارے میں جو خبریں ملی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو وہ مر چکے ہیں یا بیمار پڑے ہیں یا منتشر ہو چکے ہیں اس نے لکھا تھا۔ " لیکن فرانسیسی مقولے کے مطابق جو چیز ملتوی کردی گئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے اسے کھو دیا ہے اور تم جس مذہب میں زیادہ اعتقاد رکھتی ہو اس کے مطابق ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے پھر ملیں گے۔ "
حالانکہ ۳۴ برسوں کے طویل وقفے اور ایک بیکراں سمندر نے ان کو علیحدہ کر رکھا تھا۔ تاہم جیفرسن کے لئے میریا کی دوستی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ میریا جیفرسن کی وفات کے ۱۲ برس بعد تک زندہ رہی اور جب میریا کی وفات ہوئی تو لودی سے بیاٹسا میں میریا ڈیلے گریزیے کے گرجے میں اسے دفنایا گیا۔ وہاں اس کی قبر پر کتبہ لگا دیا گیا اور وہیں اس کے کالج میں جیفرسن کی ایک چھوٹی سی تصویر اب تک لٹک رہی ہے جسے مصور جان ٹرمبل نے میریا کے لئے خاص طور پر بنایا تھا۔ یہ تصویر اس زمانے کی یادگار ہے جب پرانے دور کے پیرس میں وہ سب جوانی کے مسرور دن بسر کر رہے تھے
۱۸۱۹ء کے مالی بحران کے بارے میں جیفرسن بہت پہلے سے آگاہ ہو چکا تھا جب واشنگٹن کی صدارت کے اختتامی دور میں اقتصادی ہنگامہ بغاوت کی صورت میں نمودار ہوا تھا جیفرسن نے اسی وقت تنبیہ کی تھی " مستقل فوج کی نسبت ریاستی اور نجی بنکوں کے ادارے کہیں زیادہ خطرناک ہیں۔ "
ریاستی اور نجی بنکوں کے خلاف جیفرسن کو سب سے بڑی شکایت یہ تھی کہ قرضے اور ہنڈیاں جاری کر کے وہ اپنے روپے کی سپلائی میں اتنا اضافہ پیدا کر دیتے ہیں کہ

اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی افراط زر پر قابو پانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ جب نیو انگلینڈ کے بنکوں کو چھوڑ کر باقی تمام بنکوں نے مزید نقد رقم دینے سے انکار کر دیا تو ایک ایسا مالی بحران پیدا ہو گیا جس سے بے شمار ادارے تباہ ہو گئے۔ جیفرسن نے جان ایڈمیز کے نام ایک خط میں صورت حال کا جائزہ اسطرح پیش کیا ہے:-

"کاغذی بلبلہ پھوٹ پڑا۔ ہماری دولت کے حفاظتی والوں کا انصرام بنکوں کے ہاتھ میں ہے اور وہ جب ان حفاظتی والوں کو بھک سے اڑا سکتے ہیں۔"

بنکوں کے نظام کی خستہ حالت پر جیفرسن کو قطعی افسوس نہ تھا۔ لیکن پھر بھی چاہے بنکوں کی بری حالت ہو چکی تھی لیکن بنکوں کا نظام حقیقت میں بالکل ختم نہ ہوا تھا۔ اس کے کچھ پہلوؤں کی اصلاح ضرور ہوئی تھی لیکن بنیادی طور پر یہ نظام ٹھیک نہ ہوسکا تھا۔ اور ۱۹۳۳ء تک اسی خستہ حالت میں کسی نہ کسی طرح چلتا رہا۔ لیکن اس سال یہ نظام بالکل ٹوٹ گیا اور ایف ڈی روزویلٹ کی حکومت کو اس کی حفاظت کرنا پڑی تھی۔

۱۸۱۵ء میں جیفرسن کی زندگی میں ایک اہم واقعہ رونما ہوا۔ اور یہ واقعہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ تھا۔ بچپن ہی سے وہ اپنی مقامی ریاست میں تعلیم کے ایک ایسے ادارے کو قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا جو کہ یورپ سے کسی طرح کم نہ ہو۔ ۱۸۱۴ء کا آغاز ہونے تک اسے یقین ہو چکا تھا کہ "اسی کے پڑوس میں ایک ایسی یونیورسٹی قائم کی جاسکتی ہے جو ان تمام علوم کا گڑھ بن جائے جو ہمارے لئے فائدہ مند ہیں" ۱۸۱۴ء میں پانچ ذمہ دار افراد نے طے کر دیا کہ ایلبمارے اکیڈمی کے نام سے ایک سکول کھولنے کے لئے لاٹری سکیم جاری کی جائے اور انھوں نے جیفرسن کو بھی اس کام میں شریک ہونے کی دعوت دی۔

غالباً جیفرسن کی تحریک سے ہی اس اکیڈمی کو سنٹرل کالج کی شکل دی گئی تھی

اور جیفرسن نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ جس ادارے کا نام سینٹرل کالج ہو اس کا قیام بھی کسی مرکزی جگہ پر ہونا چاہیئے۔ یعنی جیفرسن کے مکان کے کہیں آس پاس ہی ہونا چاہیئے۔ اور اس کے مستحسن بورڈ میں جیمز میڈیسن اور جیمز مونرو جیسے ہمدرد اور نیک حضرات ہونے چاہئیں۔ جب بورڈ کا انتخاب ہو گیا تو اس میں جیمز میڈیسن اور جیمز مونرو بھی شامل تھے۔ اور ان کی موجودگی کا مطلب یہ تھا بورڈ میں امریکہ کے تین سابق صدر شامل ہیں اور یہ واقعہ تعلیم کی تاریخ میں اپنی نظیر آپ ہے

اس بورڈ کا ایک اور ممبر بھی تھا اور وہ اپنی قابلیت کی وجہ سے فوراً ہی جیفرسن کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ وہ ایک نوجوان وکیل اور قانون ساز اسمبلی کا ممبر جوزف سی کابیل تھا جس نے فنونِ لطیفہ اور قدرتی علوم سیکھنے کے لئے یورپ کے مشہور اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا تھا اور تین برس مجھ یورپ کے مختلف ملکوں میں گذارے تھے۔ جیفرسن کابیل جیسے اولوالعزم اور ٹھوس عقیدے کے انسان کی تلاش تھی اور اس عمر رسیدہ شخص نے یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے چندہ اکٹھا کرنے اور یونیورسٹی فنڈ جمع کرنے کے لئے کابیل کو اپنا نائب خصوصی بنانے میں کوئی دیر نہ کی کیونکہ یہ یونیورسٹی اس کی زندگی کا عظیم ترین کارنامہ تھی۔ درحقیقت کابیل بھی ہنٹی بیلو کے اس سنت کی طرح اس یونیورسٹی کے بانی مبانی کی حیثیت رکھتا تھا۔

کابیل کی مدد سے جیفرسن اس کام کو پایہ تکمیل تک پہونچانے میں مصروف ہو گیا۔ ۱۸۱۸ء میں ورجینیا اسمبلی نے ریاستی یونیورسٹی سے متعلق بل منظور کر دیا۔ اس کے بعد یونیورسٹی کے لئے مناسب جگہ ڈھونڈنے کا اہم سوال اٹھ کھڑا ہوا۔ بے شمار شہروں اور قصبات نے اپنی طرف سے پیشکش کی لیکن جیفرسن پہلے ہی سے طے کئے بیٹھا تھا۔ جگہ ڈھونڈنے کے لئے ۲۴ کمشنروں کا بورڈ قائم کیا گیا۔ چارلوٹے ولے کے نزدیک بلیو رج ماؤنٹین میں راک فش گیپ پر اس

بورڈ کا اجلاس بلایا گیا۔

اس اثنا میں کیبل شعبہ تعلقات عامہ کے صلاح کار کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اور اس نے جیفرسن کے پسندیدہ اخبار رچ مونڈ اسکوائر میں یونیورسٹی کے موافق آراکی اشاعت کا انتظام کر لیا۔

ماک نٹش گیپ کی رپورٹ کو ایک ایسے ایکٹ سے منسلک کر دیا گیا جس نے اسمبلی میں چار ووٹ نہ ملا پر یونیورسٹی کے مخالفوں کے دل جیت لیئے۔ جب یہ خبر جو کہ اس کی زندگی کی ایک نمایاں فتح تھی جیفرسن تک پہنچی تو اس نے اتنا ہی کہا "میں سب کی خوشی میں صدقِ دل سے شامل ہوں۔" جیفرسن کو متحق بورڈ کا صدر بنا دیا گیا اور بعد میں یونیورسٹی کا منتظم مقرر کر دیا گیا۔

یونیورسٹی کے سلسلے میں جیفرسن کو اس بات پر بہت فخر تھا کہ اس کی عمارت ممتاز حیثیت رکھتی تھی۔ اور فن معماری میں روم کی کلاسکی روایات کو ملحوظ نظر رکھا گیا تھا۔ جیفرسن نے نہ صرف اس عمارت کا نقشہ تیار کیا تھا جس میں بل کھاتی ہوئی دیواریں بھی شامل تھیں بلکہ ایک ایک تفصیل تیار کی تھی۔ اور عمارت کی تعمیر کے کام کی بھی خود نگرانی کی تھی۔ یونیورسٹی کی اس پوری سکیم کے دشمنوں اور نکتہ چینیوں کی کوئی کمی نہ تھی۔

تعمیر کا فنڈ حاصل کرنے میں جیفرسن کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا جو کہ نہ صرف اس کے سیاسی اور مذہبی دشمنوں نے پیدا کی تھیں۔ بلکہ زیادہ تر صوبائی بے اعتنائی سے بھی پیدا ہو گئی تھیں۔

آخری مشکل کے سلسلے میں جیفرسن نے یہ معنی خیز بات کہی "وہ ان بھاری ہدیہ جات کا خیال کریں جو ہم ہر سال دوسری ریاستوں اور ملکوں کو تعلیم کی نشرو اشاعت

ا۔ ہبرڈ ویسی ۔۔ ورجینیا کی یونیورسٹی کی تاریخ ۔۔ صفحہ نمبر ۳۳۵

کے لیے ادا کر رہے ہیں۔

یونیورسٹی میں تعلیم ۱۸۲۵ء کے ابتدائی مہینوں میں شروع ہوئی اور جیفرسن مانٹی سیلر کے مکان سے دُوربین سے یونیورسٹی کے پہلے گروہ کے طلبا کو ان کے مخصوص لباس، جس میں فینانما کوٹ، ریشمی یا سوتی پتلونیں، سفید یا کالی ٹائیاں اور کالی گول ٹوپیاں شامل تھیں پہنے ہوئے یونیورسٹی کے سبزہ زاروں پر گھومتے دیکھ کر مسرور ہوا کرتا تھا۔ یہ منظر اس کی زندگی کا سب سے بڑا انعام تھا۔ ایک زندگی کا انعام جو صرف اپنے لئے نہیں بلکہ اس میں دریا دلی بھی شامل تھی۔

یہ یونیورسٹی تعلیمی نظام میں ایک نیا قدم تھا۔ یہ ایک ایسا دور تھا جو محض گنتی کے اُمراء کے لیے قایم نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ اس کے دروازے عوام کے لئے کھلے تھے۔ یہ ادارہ کسی مذہب کی تبلیغ کے لیے نہیں بلکہ علم کے مجموعی فروغ کیلئے قایم کیا گیا تھا۔

دسواں باب

آخری ایام

اِدھر یہ سرگرمیاں جاری تھیں اُدھر مانٹی سیلو میں آنے والوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی تھی۔ لوگ جوق در جوق چلے آرہے تھے۔ جیفرسن اپنی مہمان نوازی کے ہاتھوں مجبور تھا اور جہاں تک بن پڑتا وہ قریب قریب سب ہی ملاقاتیوں سے ملتا۔ نہ صرف یہ بلکہ انھیں اپنے گھر میں کھانے اور رہنے کی سہولتیں مہیا کرتا۔ دو ملاقاتیوں سے جیفرسن کو خاص طور پر خوشی حاصل ہوئی تھی۔ ان میں ایک تو پرتگال کے سائنسدان اور سفیر ابیے جوزف کوریہ ڈی میرا تھا اور دوسرا لیفائیٹ۔

جن دنوں کوریہ پرتگال میں رہا کرتا تھا تو اپنے آزاد خیالات کی بنا پر محکمۂ احتساب کی توجہ کا مرکز بن چکا تھا اور بالآخر اسے انگلستان بھاگ جانا پڑا تھا۔ ١٨١٢ء میں وہ ریاست ہائے متحدہ میں آیا اور دیگر غیر ملکی دانشوروں کی طرح جیفرسن سے ملنے کی تمنا اس کے دل میں پیدا ہوئی۔ جیفرسن اس کے علم و فضل اور اس کی سادگی سے بہت متاثر ہوا تھا۔ جیفرسن سے ملنے کے لئے کوریہ اکثر بیشتر مانٹی سیلو اور پاپلر جنگلات میں چلا آتا تھا۔ اور انجام کار جب پرتگالی حکومت نے اسے برازیل میں سفیر مقرر کر دیا تو جیفرسن نے اسے ایک ایسے نظریئے سے روشناس کیا جو ابدازاں ١٨٢٣ء میں مانرو اصول کی شکل میں سامنے آیا۔

پیرس میں اپنے پرانے سکریٹری ولیم شارٹ کو جیفرسن نے خط میں لکھا تھا۔

" اس سے (گورنر) متعدد بار تبادلۂ خیالات کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ بہت دور رس شخص ہے اور یہ نیا عہدہ سنبھال کر وہ تمام امریکی قوموں میں ایک مخلصانہ بھائی چارہ پیدا کرنے میں مدد دے گا۔ اور انگلینڈ یہ ذہن نشین کرائے گا کہ امریکی نظام کار میں بطور اتحادی شرکت اہم بھی ہے اور مفید بھی۔

۱۸۲۴ء میں چالیس برسوں کے طویل وقفے کے بعد لیفایٹ ریاست ہائے متحدہ میں واپس آگیا۔ اس وقت اس کی عمر ۶۷ سال تھی۔ جب لیفایٹ چارلوٹس ویل پہونچا تو اسے وہاں ایک کھلی گھوڑا گاڑی میں ایک سو بیس گھوڑ سواروں کے ہمراہ مانٹی سیلو تک پہونچایا گیا۔ جیفرسن چاہتا تھا کہ خود وادی میں جاکر اس سے ملے لیکن کمزوری نے اسے گھر کی ڈیوڑھی سے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہ دی۔ جب لیفایٹ اس کے گھر کے باہر تک آپہنچا تو دونوں عمر رسیدہ بزرگ والہانہ طور پر ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے۔ دونوں کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں اور جیسے ہی وہ گھر کے اندر داخل ہوئے۔ دروازے پر کھڑا ہجوم چپ چاپ واپس لوٹ گیا۔ کسی کو یہ خبر نہ ہوئی کہ ان دونوں حضرات میں کیا گفتگو ہوئی تھی۔

جب جیفرسن ۸۲ برس کی عمر کے قریب پہنچا تو نوجوان ڈینئل ویبسٹر نے اس کے جسم، ان، لباس کی وضع قطع کے متعلق ایک مضمون لکھا۔

" اس کے چہرے کی ساخت اب بھی متناسب ہے اور اس کے چہرے سے ایک اطمینان اور فیاضی جھلکتی ہے۔ اس کی چال ڈھال میں کوئی متین یا فوجی انداز نہیں ہے بلکہ ایک چین اور مستی ہے۔ دیکھنے سے یوں نظر آتا ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر تندرست اور صحت مند ہے۔ اس کے مزاج میں ایک خوش مزاجی اور زندہ دلی پوری طرح اب بھی موجود ہے۔ جیفرسن کی گفتگو سہل ممتنع اور قدرتی انداز کی مثال ہے۔"

اس زمانے میں جیفرسن نے جو خطوط لکھے تھے ان سے کبھی کبھار قرضے اور مالی مشکلات،، پریشانیوں کی بھی جھلک ملتی ہے۔

اور عمر کی اس حد پہ آکر جیفرسن کے لئے خط و کتابت کا بوجھ بھی دشوار سے دشوار تر ہوتا جاتا تھا۔ کبھی کبھار وہ اس سلسلہ میں اپنی پڑپوتیوں کی بھی مدد لیا کرتا تھا لیکن زیادہ خطوط کا جواب وہ خود اپنے ہاتھ سے ہی دیتا تھا۔ اور ایسا بھی کئی بار ہوا تھا کہ وہ ساری صبح میز کے سامنے بیٹھا خطوں کا جواب ہی دیتا رہا۔

جولائی ۱۸۲۶ء کو اسے واشنگٹن کے میئر جنرل رائٹ مین کی طرف سے اعلان نامہ آزادی کی پندرھویں برسی پر شرکت کرنے کا دعوت نامہ آیا۔ جیفرسن نے بڑی احتیاط کے ساتھ اس کا جواب دیا تھا اس نے لکھا تھا:

"انسان کے حقوق کے معاملہ میں قریب قریب سب کی آنکھیں کھل چکی ہیں یا کھل رہی ہیں۔ علم کی روشنی نے چار دانگ عالم میں پھیل کر پہلے ہی سچائی کو سب کے سامنے عیاں کر دیا ہے کہ انسانوں کا یہ جم غفیر اپنی گردن میں کوئی طوق غلامی لے کر پیدا نہیں ہوا نہ خدا کے فضل سے کچھ چند سر پھرے امراء اور رئیس ان پر حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔"

اسی دن اس نے ڈاکٹر ڈنگلیس کو خط لکھا تھا کہ اسے آکر دیکھ جائے۔ کیونکہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد جیفرسن کو مکمل طور پر آرام کرنے کی سخت ہدایت کی۔ جیفرسن اپنی صحت کے بارے میں پوری طرح آگاہ تھا اور کھلے عام کہا کرتا تھا

"بھئی اب تو میں ایک پرانی گھڑی کی مانند ہوں جس کا کوئی پرزہ یہاں سے بگڑ چکا ہے تو کوئی وہاں سے زنگ کھا چکا ہے۔ آخر یہ گھڑی کب تک چلے گی۔ کسی نہ کسی دن رُک جائے گی۔"

تین جولائی کو اس کے کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے محسوس کیا کہ اسکی نبض ڈوب رہی ہے۔ جیفرسن بخوبی جانتا تھا کہ اگلے دن ۴ر جولائی کا روز ہے اور اسے اُمید تھی کہ اعلان نامۂ آزادی کی برسی کی دھوم دھام کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے گا۔ وہ بار بار یہی پوچھتا رہا۔ "کیوں بھئی یہ چار تاریخ ہے کیا۔! کیا آج چار تاریخ ہے۔؟"

اور چار تاریخ کی صبح ٹھیک چار بجے اُس نے آخری بار صاف آواز میں باتیں کیں اور دوپہر کے ٹھیک پچاس منٹ بعد ۴ر جولائی ۱۸۲۶ء کو اس نے اپنا آخری سانس لیا اور راہی ملک عدم ہو گیا۔

جیفرسن کے مقاصد، خیالات، نظریات، بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن بہترین خراج عقیدت وہی تھا جو ۶ر اپریل ۱۸۵۹ء کو ابراہم لنکن نے اسے پیش کیا۔ لنکن نے لکھا تھا اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو اب اس ملک میں جیفرسن کے اصولوں کو مکمل شکست سے بچانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ جیفرسن کے اصول کی تشریح ہیں اور انھیں بدیہیات کا نام دیا جاسکتا ہے۔ تاہم بڑی کامیابی کے ساتھ اس کے اصولوں سے انکار کیا جاتا ہے اور ان سے پہلو بچایا جاتا ہے۔ کوئی انھیں دلکش مفروضوں کا نام دیتا ہے اور کوئی دو ٹوک لفظوں میں "صریح جھوٹ" قرار دیدیتا ہے۔ کچھ اور لوگ ہیں جو الفاظ کو بالائے طاق رکھ کر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ اصول "اعلیٰ ترنسلوں" کے لئے ہیں۔ ان باتوں کا پیرایۂ اظہار اگرچہ مختلف ہے۔ لیکن مقصد ان کا ایک ہی ہے۔ آزاد حکومت کے اصولوں کا استحصال اور ان کی جگہ طبقاتی تقسیم، ذات پات اور اعلیٰ نسبی پر مبنی اصولوں کا احیاء۔ جو لوگ دوسروں کو آزادی سے محروم کرتے ہیں وہ خود بھی آزادی کے مستحق نہیں اور جب تک

دُنیا پر منصف خدا کی حکمرانی ہے۔ وہ اسے قایم بھی نہیں رکھ سکتے۔
جیفرسن ہر احترام کا مستحق ہے، جس نے ایک واحد قوم کی جدوجہد آزادی کی واضح شدّت کے باوجود اپنے سکون اور پیشبینی کو قایم رکھا اور خالصتاً انقلابی دستاویز، ایسی اصولی صداقت شامل کر دی جس کا اطلاق ہر قوم اور ہر دور پر ہو سکتا ہے۔ جیفرسن نے اس اصولی صداقت کو اس طرح محفوظ کر دیا ہے کہ وہ جبر اور تشدد کے احیاء کے پیامیوں کے لئے ایک مستقل لرزش اور سدِ راہ بن گئی ہے۔
جیفرسن کے نکتہ چینوں نے اسے انقلابی اور "ہموار کنندہ" کہا ہے لیکن وہ نہ انقلابی تھا نہ "ہموار کنندہ" برطونیہ کے خلاف بغاوت میں اس کی شرکت، بادشاہوں، امراء، پادریوں اور اشرافیہ حکومت کے مقابلہ میں سیلف گورنمنٹ کی حمایت کی مظہر تھی۔ کیونکہ اس کے خیال میں شہنشاہی نظام حکومت بھی قایم ہو تو سکتا تھا۔ لیکن ایسی حکومتیں اتفاقاً وجود میں آجاتی ہیں اور رفتہ رفتہ ان میں برائیاں اور خرابیاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اس کے برعکس عوامی حکومت ارتقا او نشو و نما کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اسے عام آدمی پر اعتماد تھا اور وہ ان تمام باتوں کا حامی تھا جو عام آدمی کی آزادی۔ تحفظ اور اس کی توسیع کا باعث ہوں۔
اس نے ۱۸۰۲ء میں لکھا تھا۔ "ہمارے تجربے کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ انسان خود اپنا نظام چلانے کے قابل ہے یا نہیں۔" اس کے نزدیک امریکہ کی کوششیں صرف اپنے ہی لئے نہیں تھیں بلکہ ساری نسل انسانی کے لئے تھیں۔
۱۸۲۰ء کے قریب وہ عمر رسیدہ ہو چکا تھا اس وقت بھی عوام اور ڈیموکریسی میں اس کا پختہ یقین تھا، ہاں وہ ایک بات ضرور کہا کرتا تھا کہ عوام کو تعلیم یافتہ اور باخبر

ہونا چاہیئے۔ جیفرسن کا مطلب یہ کبھی نہ تھا کہ ہر قوم خود حکومتی کی اہل بن چکی ہے۔ اس کا مطالبہ یہ تھا کہ اسے تبدریج اس کا اہل بنایا جانا چاہیئے۔ ۱۸۱۶ء میں اس نے والسٹر جونز کو خط لکھا تھا۔

"جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ سماج کے اس عظیم مشینری کو ہلانا یا موڑنا کسقدر مشکل ہے تو اس دستور کی تردیج ناممکن نظر آتی ہے کہ یکا یک ایک پوری قوم کو مثالی حقوق کا اہل سمجھ لیا جائے۔ ہمیں فوراً ہی سولومن کے اس مقولے کی صحت کا یقین ہو جاتا ہے کہ جس قوم میں جتنی توفیق ہے اس سے زیادہ اس کی بھلائی کی کوشش نہیں کی جانی چاہیئے"۔

جیفرسن کے ذہن کی تشکیل اور ساخت قریب قریب تمامتر سیاسی تھی۔ سیاسی نظریات اور فلسفے پر ملکہ حاصل کرنے میں وہ اپنے ہم عمر امریکی مفکروں سے بہت آگے تھا۔ لیکن وہ اس بات کو پہلے سے نہ جان سکا تھا کہ اقتصادی طاقت سیاسی طاقت پر غلبہ پالے گی۔ اگر جیفرسن کسی اور صدی یا زمانے میں پیدا ہوتا تو اسے نشاۃ ثانیہ کی ایک اہم شخصیت سمجھا جاتا۔ جو آسمانی طاقتوں سے زیادہ انسانی طاقتوں کے دانشورانہ استعمال پر یقین رکھتی ہے۔ لیکن اس کی تکمیل ذہنی ایک ایسے دور میں ہوئی جو الہام اور وحی کو خیرباد کہہ رہا تھا۔ اور سائنس اور ٹیکنیکل کامیابیوں کو اپنا رہا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے یورپ کے علوم کو اپنے رنگ و ریشے میں سمو لیا تھا۔ اور اس طرح وہ اس نتیجے پر پہونچا تھا کہ اگر امریکہ کو مجموعی صورت حال کی اصلاح میں اپنا مخصوص اور طبعی حصہ ادا کرنا ہے تو اسے چاہیئے کہ سیاسی اور اگر ممکن ہو سکے تو اقتصادی طور پر بھی پرانی دنیا سے قطع تعلق کر لے۔ تہذیبی قطع تعلق سے اسے احتراز کرنا چاہیئے۔ جیفرسن چاہتا تھا کہ یورپ کے ماضی میں جتنی بھی خوبیاں اور محاسن ہیں انھیں برقرار رکھا جائے لیکن وہ یہ بھی

چاہتا تھا کہ ان محاسن کی بنیاد پر ایک آزاد تر اور تخلیقی قوتوں کے حامل معاشرے کی بنیاد رکھی جائے جو تاریخ میں اپنی مثال آپ ہو۔